



۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

ایک کی مختلف طبقوں کی غیر مترقبہ قدر دانی سے جو اس تحیر رسالہ پر
 مزون ترقی کے ساتھ ہو رہی ہے رسالہ حقن کو ایندہ کی بڑی
 دن کے ساتھ اپنے آپ کو مبارکباد دینے اور قومی شکریہ ادا
 لے کا جائز موقع ہے۔ ملک کے نامور انشا پردازوں نے اپنے خیالات فافہ
 ہما مرکز رسالہ کو بنایا۔ علم دوست حضرات قدر دانی سے وسائل تفریح و تلع اور
 ذرائع حصول معلومات مختلفہ اسی ناچیز رسالہ کے صفحہ میں کامیابی سے دہستہ
 لگے۔ رسالہ حقن کو اپنے مغز خرد یا ردن کی بمثل فہرست پر جائز طور سے جتھہ
 ہے وہ دوسروں کے لیے روہنیں۔ اس حجم اور ترتیب کا مختلف و محسوس میں ہے
 تمام ہندوستان میں ہی ایک رسالہ ہے۔ ہمارے دعوے کے ثبوت میں ملک کے
 پبلک اجنڈات اور کثیر التعداد خانگی خطوط اہل مذاق کے ہین۔ بوجہات بالا
 عام علمی افادات کے سوا تو بیع تجارت کیلئے یہ رسالہ ایک نہایت ضروری اور مفید
 ذریعہ ہے۔ تاجروں کے اشتہارات وسعت اور رعایت کے ساتھ درج رسالہ ہو سکتے
 ہین۔ نرخ کا تھضیفہ درخواست بھیج کر ممکن ہے۔ قیمت رسالہ مبلغ بارہ روپے
 اور کم آمدنی والوں سے نو روپے سال۔

ہندوستان میں کس قسم کے انشا پردازوں
اور کس قسم کی انشا پردازی سے شائستگی اور

آسودگی پھیل سکتی ہے

کسی ملک کے علم ادب کی خوبیوں اور نیکیوں کا اندازہ اور تخمینہ نہیں ہو سکتا جب تک یہ معلوم ہو کہ اہل ملک کی ذہانت، خیالات اور اقوال کو کس حد تک آزادی گورنمنٹ نے عطا کی ہے اور کہاں تک انکو روک کر قید کر رکھا ہے یہاں ہندوستان میں پہلے زمانہ میں آزادی فرما کر دیا تھا۔ انہوں نے تو آزادی کا تافہ یہاں تک بند کر رکھا تھا کہ کوئی شخص کی تائید ہی نہیں کر سکتا۔

بعد ازاں مسلمان حکمران ہو گئے۔ گورن کے یہاں کوئی سخت قید نہ تھی مگر کوئی شخص آزادانہ رائے مہات ملکی اور تہذیب اخلاق میں نہیں ظاہر کر سکتا تھا۔ ان دونوں سلطنتوں کے اندر انسانوں کی تہذیب اور شائستگی اور اخلاق میں وہی مقید لگے جاسکتے تھے کہ جنگی اجازت و رخصت بادشاہ دیتا تھا۔ اس لیے ان قیدیوں کو علم ادب میں عالم خارجی کا اتنا بیان نہیں پاتے جتنا کہ عالم خیالی کا۔ زیادہ تر اس میں تصورات مصنوعی اور خیالات اختراعی ہیں۔ ادیب زیادہ تر خیالی

مضامین کے پیچھے پڑے رہے سوا سے چکنی چٹیری باتیں بنانے اور جہاں
بلے اصل منصوبے باندھنے کے واقعات نفس الامری پر کم توجہ کی۔

اب اس زمانے میں انگریزی عملداری ہے۔ آزادی کا دروازہ سما
یہ کہلا ہے کہ جہاں سوچیں اور جہاں کہیں نگہیں کوئی حلق کے لیے
در بان نہیں بٹھا کہ وہ گلا گھونٹ کر ہمارے خیالات کو باہر نہ نکلنے دے

نقطہ آخری قید ہے کہ ہم اپنی ذہانت اور عقل و فہم و خیال کو اور دوسرے نقطہ
اور مغفرت پہنچانے میں کام میں نہ لائیں۔ بس یہی سندوستان میں ہمارا
ایسی ہوئی ہے کہ ہم اپنے ملک کی شایستگی اور اداستگی اور آسودگی و جوش
کے جو خیالات دل میں سوچیں انکو آزادانہ اور بلے باکانہ طور پر اُتھار

دیدیں جس سے کہ عوام تک ان خیالات کا اثر پہنچا دیں۔ غرض اس قید سے
یہ ہے کہ گورنمنٹ کے طرف سے کوئی روک ٹوک ہمارے انشا پردازی سے
واسطے نہیں ہے اور انشا پردازوں کے واسطے وہ قیدی نہیں ہیں کہ انکو کھڑا نہ

نقطہ گہر بار کی خوشیوں اور تمدن کی نعمتوں کا ذکر اٹھا ہی کریں، جتنا کہ منہ
اجازت دے۔ اس میں شک نہیں کہ تصنیفات اس قید مذہبی کے
ساتھ نہایت نفاست و بلاغت کے ساتھ کی گئی ہیں۔ مگر وہ زمانہ
کی مصلحت کے موافق نہیں اس لیے وہ کار بر آری اچھے طرح نہیں کرتیں
مذہبی کتابوں کا شمار کرنا تو شکل ہے اسکے انبار کے انبار کتب خانہ میں

موجود ہیں۔ مگر اصل کتابین اور معمولی پتلیں چہرہ میں وہ ہماری ماوری زبان میں نہیں۔ ان کے ترجمے اور تفاسیر و شروح جو ہماری زبان میں ہوتی ہیں قرونہ ایسی نادر و نایاب اور باریک محاوروں میں ہوتی ہیں کہ وہ خواص کی سمجھ میں آتی ہیں عوام کی فہم ان تک نہیں پہنچتی۔ ان کتابوں کا بڑا احسان انسان پر ہے کہ وہ بڑی بڑی برائیوں سے بچنے کی اور عمدہ اور اعلیٰ درجے کی نیکیوں کی ہدایت اور تعلیم کرتی ہیں اور جہاں سب کو جانا ہے وہاں کا حال خوب بیان کرتی ہیں ایسے انسان انکو خوب کان کھاتا سنتا ہے کیونکہ جہاں آدمی کا جانا ہوتا ہے وہاں کے حال سننے کا اشتیاق بہت ہوتا ہے۔ مگر انسان کو اپنی ساری زندگی میں بڑی بڑی برائیوں اور نیکیوں کے کرنے کا تھوڑا ہی اتفاق ہوتا ہے۔ وہاں ان احکام کا اثر کچھ ہوتا ہے مگر روزمرہ کے چوٹے چوٹے بڑے بڑے کاموں میں جو زمانہ کی مصلحت کے موافق کیے جاتے ہیں ان کے احکام کا اثر کچھ عوام پر نہیں پڑتا۔ گو ہمارے ہاں میں لکھا ہو کہ جو زبان خدا کا نام نہ لے وہ عینہ ک ہیں جو برسات میں ٹراتے ہیں۔ جو ہاتھ دھو کر نہ دے وہ کاٹھ کا کر چاہیے۔ جو کان نصیحت نہ سنے وہ سانپ و بچھو کا بلی ہے۔ جو پاؤں جابر کو نہ جانتا وہ درخت کا تہ ہے۔ جو آدمی خدا کا خیال نہ کرے وہ گھوڑا لگد ہا ہے۔ یا زندہ مردہ ہے۔ مگر نہ ہی کتابوں میں لکھا ہے کہ جھوٹ بولنے کی برا

کوئی پاپ نہیں۔ جو جوٹ بولے گا اوپر خدا کی لعنت ہوگی اور جہنم کے محل اسکا
 ملے گا اور ترک کے پاناں میں پڑے گا۔ مگر ان احکام کا اثر جو ہمیں ہر ماہ ہے
 وہ عیان ہے۔ کیا یہ احکام مذہبی ہکو جوٹ بولنے سے باز رکھ سکتے ہیں۔
 اگر وہ رکھ سکتے ہیں تو ہماری بدنامی ساری دنیا میں جوٹ کے
 سبب سے کیوں ہوتی۔ کیون اس ملک میں جوٹ استقدر رواج پاتا
 ہے سچا آدمی ڈھونڈنے سے ملتا ہے۔ حقیقت میں اس ملک میں جوٹ تھا
 بولا جاتا ہے کہ اس سے کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ پہلے کہ جوٹ سے نقصان
 تو جب ہو کہ کوئی دھوکہ سچ جانے۔ بس اب انشا پر وار کا جو اخباروں یا
 رسالوں کے ذریعے سے تہذیب ملکی چاہتا ہے یہ کام ہے کہ اپنے
 اہل ملک کی حالت پر غور کرے کہ زمانے نے کیوں ہکو اتنا جوٹ بولنے
 پر مجبور کر رکھا ہے اور کیا اس سے نقصان ہوتا ہے اور اس مجبوری کی
 قید۔ دن سے کیونکر آزاد ہو کر بے قیدی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور
 خدہ ہی کتابوں کے احکام کیون ہمیں اثر نہیں کرتے۔ انکی بے اثری کا
 سبب کیا ہے۔ پس یہ قاتل۔ دانشمند۔ فرزانہ۔ انشا پر دازوں کا
 کام ہے کہ وہ ایسے مضامین لکھیں کہ ان احکام مذہبی میں جان پڑ جائے
 اور انکا اثر ہونے لگے اور عوام کو اس برائی سے نجات ہو۔ غرض جوٹ
 ممبران پر جلوہ افروز ہو کر آدمیوں کو نہیں سمجھا سکے۔ وہ اپنی حقیر سے

مجھادے تو انشا پر داز ہے ورنہ پیر کیا ہے۔ سفید کا غذا کا منہ لاکر نیوالا
 بعد ان مذہبی کتابوں کے۔ اخلاق۔ حکمت۔ فلسفہ۔ نقوف۔ کی بہت سی
 کتابیں ہیں (نقوف اعلیٰ درجے کا ایک فلسفہ ہے) اور انکو بڑے زبرد
 ارباب کمال۔ اور تبحر عالموں۔ اور فاضلوں۔ نے لکھا ہے۔ اور دلائل
 ساطع اور براہین قاطع ان میں مندرج ہیں۔ اور بہت اچھی طرح بتلایا اور
 سکھلایا ہے کہ انسان کے نفس کی تکمیل کیونکر ہوتی ہے اور کس طرح رذائل
 خالی اور فضائل سے معمور ہوتا ہے۔ نفس امارہ کی آفات و مہلکات سے
 نجات پاتا ہے۔ اور نفس لواہ اور نفس مطمئنہ کے پیدا کرنے کے طریقے
 بتلائے ہیں۔ قوائے غضبی۔ ملکی۔ بیہی۔ سبی۔ کی بحث خوب
 لکھی ہیں۔ امراض روحانی کی تشریح اور معالج عمدہ عمدہ تحریر کیے ہیں اور
 انکا اثر خواص پر ہوتا ہے۔ مگر یہ ایسے محاورات۔ و زبان میں مرقوم ہیں
 کہ وہ عوام کی سمجھ میں نہیں آتے۔ بعض سایل وہ دقیق اور باریک ہیں
 کہ جو ان کے مصنف ہیں وہ ہی دوچار ہی دفعہ عمر بھر میں انکو سمجھے ہونگے
 اور اس دوچار دفعہ میں ہی مبطرح ایک دفعہ سمجھے ہونگے اس طرح دوسری
 دفعہ نہ سمجھے ہونگے۔ گو مختلف اوقات میں وہ ان سایل کو لکھتے تو ضرور
 انکے معانی میں اختلاف بیان ہوتا۔ غرض یہ سایل عالیہ و خیالیہ و ضمیرہ
 زندگی کے کاموں میں زمانہ کے موافق کام میں نہیں آ سکتے۔ ان کے کلیات

آجکل کے معاملات کے جرنیات میں نہیں استعمال ہو سکتے۔ بس آجکل مضامین نگاروں کا یہ فرض ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ اس ملک کے عوام سے تضانی اور شہوانی وہیسی کیا کیا عمل اس زمانے کی مجبوری سے کر رہے ہیں اور وہ کیا کیا اپنا رنگ ڈنگ دکھاتے ہیں۔ بس انکو مجبور مضامین عام فہم اور خاص پسند لکھیں کہ وہ اہل ملک کو نفس کی شامتوں سے بچائیں اور اگر یہ نہیں تو پھر کیا مضمون نگاری ہے۔

اب ان دھمکوں کی کتا بونکے بعد تو انین و آئین ملکی کی کتا بین ہیں۔ وہ ہماری مادری زبان میں بہت توڑی ہیں۔ تو انین ملکی جو ایم عظیم اندھا دکر سکتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی کسی کو قتل کر ڈا سٹے تو قاتل کو رسی میں لٹکا دیتے ہیں۔ مگر بیچ سے شام تک جو ایک آدمی دوسرے آدمی کو بچ دیکھا اور زندگی تلخ کرتا ہے اور ناک میں دم کرتا ہے تو اسکا علاج تو انین ملکی سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ بس مضامین نگار کا کام یہ ہے کہ وہ ایسے مضامین عربیان لکھیں کہ وہ ان برائیوں کو دور کریں جنکا دور کرنا تو انین ملکی کے احاطہ اختیار سے باہر ہے۔ وہ ہماری روزمرہ کی گفتگو اور حرکات میں بتلائے کہ اگر ان راہوں میں چلو گے تو ڈھلے اور پتھر ایسے تھمارے پاؤں تلے آئیں گے کہ شوکرین کہا کہا کے زمین پر اوندھے منہ گر گئے ان راہوں کا صاف کرنا۔ پھرون اور دھیلوں کا اوٹھا کر ایک طرف

بڑے بڑے حجم کی کتابوں کا تجوم ان مضامین کا دیکھتے ہیں جو شاعروں نے
 ہماری تفریح طبع اور دل بہلانے کے لیے لکھے ہیں۔ اس میں شک نہیں
 کہ بعض شاعرانہ سخن بیان نے قراء باطنی کے بیان کرنے میں اور ان کے
 اثر سے جو افعال خارج میں سرزد ہوتے ہیں یا خیالات میں پیدا ہوتے
 ہیں ان کی بولتی چلتی بہتری تصویر بنانے میں اعجاز کیا ہے اور
 عجز و غضب کا بیان ہے تو وہ غضب کا ہے کہ کوئی بات چوڑی نہیں
 جو غضبناکوں پر اثر نہ کرتی ہو۔ اگر انتقام کا بیان ہے تو ساری اسکی دشنام
 حرکتوں کو کہنہ بنا دیا ہے۔ مگر یہ سب شاعرانہ مضامین ان حکمتوں کی نسبت
 ہیں جنہیں وہ پرے درجے کا اثر کرتے ہیں۔ وہ روزمرہ کی زندگی کے
 کاموں کے اندر کچھ اپنا اثر نہیں رکھتے۔ انسان کو جو چوٹی چوٹی باتوں
 میں غصہ آتا ہے اور وہ بغاوت میں اسیروں جابل و فاضل میں اپنا جدا جدا
 رنگ دکھاتا ہے اور پھر خوشامد کا اثر جو انہیں ہوتا ہے ان کے علاوہ ان کا
 ذکر ان میں کچھ نہیں ہوتا۔

عشق و محبت کا جذبہ ہر انسان کے دل میں کچھ نہ کچھ ہوتا ہے
 وہ زمانے کی ساری حالتوں میں اپنا ایک ہی اثر کرتا چلا گیا ہے۔ مگر
 اس کے قاعدے اور استعداد بھی زمانہ کے رسم و رواج و طاقت کے موافق
 مقرر ہوئے ہیں۔ کچھ تو انسانی و شہوانی نے انہیں نہیں مقرر کیا۔ اس

شاعر عشق کی تاثیرات بیان کرنے میں مہو یا نی کرتے ہیں مگر اسکے ساتھ ساتھ
 کی رجحانوں و عادات و حالت کو جو اس پر اثر کرتی ہے وہ نہیں بیان کرتے۔
 رشک و حسد کے مضامین کا بیان جو عشق میں ہوتا ہے خوب معافی سے بیان
 کرتے ہیں مگر خستہ بازی میں جو روزمرہ دلوں کی چوٹی چوٹی باتیں چلیاں لیتی
 ہیں اور تیر چھوٹی ہیں ان کا بیان قلم انداز ہوتا ہے۔ البعضوں کا تو مزاج
 یہ ہے کہ وہ پہلے اپنے روزگار میں دیکھے کہ روزمرہ کے کاروبار میں رشک
 و حسد سے لوگ کس طرح ریجیدہ خاطر ہوتے ہیں۔ عشق کا تیر کیونکر چھوٹا
 ہوتا ہے۔ ضعیف و قوی دلوں پر اسکا اثر کیا ہوتا ہے۔ کیسی کیسی سازشیں
 اور کارسازیاں اپنے محبوب و مقصود کے حاصل کرنے کے لیے کرتے
 ہیں۔ پھر ایسے مضامین لکھے کہ جنہے انکی برائیاں اور ہلاکتیں پیدا ہوں
 سب سے زیادہ اذول تصنیفات ہمارے ملک کے قصے ہیں جو
 بکثرت ہیں گو وہ ہمارا دلی ہلاتے ہیں مگر اسکے ساتھ ہی خرابیاں پہلاتے
 ہیں۔ وہ چھوٹے خوب سکھاتے ہیں کہ بدکاری کی محبت میں ساری ہماری
 سمیرت ہی اور برے کاموں سے نفرت کرنے کی برابر کوئی مضرت اور
 طاقت نہیں۔ جن لوگوں نے نامکون اور قصو کھو یہ سمجھا ہے کہ وہ قوم کی
 اصلاح اور فلاح کرتی ہیں وہ بڑی غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ تاریخ

خوب اچھی طرح شہادت دیتی ہے کہ تماشاگر۔ قصہ طراز کبھی مصلحان قوم میں سے ہوئے نہیں۔ ان سب کی تاریخ اور احوال کو پڑھنے تو سوائے نیکاشی اور باشی رند مشنری کے ان سے کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا اگر یہ شعر ان تحریروں کے نہ ہوں تو ان کے باغ و بوستان سارے بجز نظر آتے ہیں۔ طرافت و لطیفہ سنجی جو عصیان و گناہ میں ہی داخل نہیں ہے وہ ہم میں نہیں اور ٹھٹھے کرنے کی عادت ڈلواتی ہے جس سے کوئی غم اور سنج ایسا نہیں پیدا ہوتا جسکا جھیاڑہ عمر بھر بگھٹنا پڑے مگر ضرور ان سے اپنی طبیعت گھٹنوں مغموم اور در ماندہ رہتی ہے۔ یہ جو تھتھے کی آوازیں ان میں سننے کی آتی ہیں وہ حقیقت میں ایک مرض ہے کہ جس سے منہ کھل جاتا ہے اور دانت نکل آتے ہیں اور قہ قہ کی آواز نکلنے لگتی ہے۔ وہ کوئی سرت و انبساط نہیں ہے کہ جس سے ہنسی آتی ہے۔

تھیٹر و تماشا گاہ کبھی مدرسہ و خانقاہ نہیں بن سکتے کہ جسے تعلیم و ہدایت کا توقع کیا جائے۔ ان میں وہ باتیں بیان ہوتی ہیں جو انسان پر روزمرہ گزرتی ہیں کوئی ایجاد و اختراع نہیں ہوتا۔ ان میں اور ضائع انسانی اور احوال و مشاعرہ کی تصویر اڑتا رہی جاتی ہے کوئی ان کی اصلاح نہیں کی جاتی ہے۔

کچھ تعجب نہیں ہے کہ وہ ہمارے اخلاق کو بد سے بدتر کر دیں۔ کتابین
اس تمام اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ نہ ہماری مذہبی
نہ ہماری اخلاقی و فلاسفہ حکمت و تصوف کی کتابین نہ ہماری نظم و شعر کی
کتابین اس بات کے لیے کافی ہیں کہ وہ ہمارے دیکھ رنج تکالیف کو جزا
کے موافق ہمارے روزمرہ کے چوبٹے چوبٹے کاموں میں پیش آتی
ہیں دو کر سکیں۔

زبان ہمیشہ بدلتا رہتا ہے وہ ہر چیز کو سنا رہتا ہے۔ ایک سی بات
وہ ہمیشہ قایم نہیں رکھتا۔ بس انشا پر داز اور مضمون نگار وہی ہمیشہ کام کے
سوتے ہیں جنہوں نے زمانے کی چال ڈال دیکھا اور اسکے موافق انسانوں
کی روزمرہ کی زندگی کے چوبٹے چوبٹے کاموں کو سنا رہا ہے۔ جسے انسان
اس کی تکلیف کم اور راحت زیادہ ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہماری تحریر سے یہ سمجھے
کہ ہم احکام مذہبی کو بالائے طاق رکھتے ہیں تو اس کی غلط فہمی ہے بلکہ سزا
اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ مذہب کی اصلی احکام کو جو درحقیقت عبادات و عبادت
سے متعلق ہوتے ہیں سب کاموں پر مقدم جائیں۔

غرض اس ملک کی اصلاح و فلاح ایسے مضمون نگاروں اور
انشا پر دازوں کی جماعت پر موقوف ہے کہ ان کے کلام میں فصاحت
بلاغت ہو اور ان کی زبان میں تاثیر ہو۔ انکا مذاق سخن صحیح اصول پر مبنی

اور بالطف و فرہ ہو۔ گوانکے مخالف ہی ایک گروہ ایسا ہو کہ وہ اپنی نکتہ چینی اور پستی و غلط نمائی ایسے شد و مد کے ساتھ کرتا ہو کہ وہ ان کو گول کے دلوں سے بہلانا اور انکے نام کو مٹانا چاہتا ہو۔ دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کاموں کو رونق و مخالفت سے بہت ہو جاتی ہے۔

انسان کے مذاق سخن خواہ کیسے ہی انقلاب واقع ہوں مگر محبوبہ سخن کہ فصاحت بلاغت ملاحات اور ملاوت رکھتا ہے وہ ہمیشہ مخمور کا یادگار رہتا رہتا ہے۔ جو عارف سخن کامل استاد گذرا ہے زمانہ جب اس کا نام لیگا نظم و نثر سے۔ کوئی اسکے نام کو صفحہ دہر سے شامین سکنا۔ کہ اسکے سیکڑوں متقلدین کے کلام اور نام زمانہ کی لوح خاطر سے دہل جاتیں۔ مگر اس اصل نام کا نام نقش کا بھر رہا ہے۔

جب اس ملک میں ایسے انشا پر داز و نکی جاعت پیدا ہوگی کہ وہ اپنے زمانہ کی حالت کے سمجھنے کے لیاقت رکھتی ہوگی اور یہ جانتی ہوگی کہ ہمارے زمانے میں کیا ہو رہا ہے اور اہل زمانہ پر کیا گزر رہا ہے اور انسان کی زندگی کے روزمرہ کے حالات پر پورا علم رکھتی ہوگی۔ جذبات انسانی کی وحشت واقف ہوگی۔ شایستہ قوموں کی ہی تمام ناشائستہ گیوں سے خوب ماہر ہوگی۔ وہ یہ خوب سمجھتی ہوگی کہ کہاں بولنا چاہئے اور کہاں چپ رہنا چاہئے۔ کس طرح کسی چیز کو قبول کرنا چاہئے کس طرح انکار کرنا۔ علم و سخن سخی میں یہ قدرت

اور ملکہ رکھتی ہوگی کہ وہ تمام فلسفہ و حکمت و مذہب کی کتابوں اور کتب خانوں سے علم کو نکال کر عوام کے جلسوں اور سوسائٹیوں اور کلبوں کے سامنے رکھ دے اور ایسے مختصر مضمون لکھنا جانتی ہوگی کہ جنکو کاہل بے کار اور قلیل الفہم بہت ہی پڑھ لیں اور سمجھ لیں کہ کیا لکھا ہے اور ان مضامین میں حکیمانہ و فاضلانہ عالمانہ و دقیق محاوروں اور طرز بیان کو چھوڑ گی اور بات کو اول سمجھ گی کہ میرے اہل ملک کا اخلاقی و غیر قوموں کے ساتھ ہونا ہے وہ کیونکر انکی محبت و ساری عمدہ باتیں سیکھیں اسکو بالکل شرم و حیا باپ دادا کی ایسی حائقوں کے بتلانے میں نہ ہوگی کہ انہوں نے دانشمندان کے تہیاردن اور لباسوں اور اوضاع و اطوار کو ناپسند کیا تھا اچھے وہ انکی اولاد کے حق میں ہی مضر ہیں۔ ہمارے لیے وہ تہیاردن۔ لباس۔ اوضاع و اطوار مفید و بکار آمد ہیں جسے کہ وہ نبرار تھے۔ انہیں نبرارگون کی حاجت سے بہت سی جھوٹی بنیادیں اور بے حیائی کی باتیں خواص و عوام میں داخل ہو گئی ہیں۔ انکو صحیح باتوں پر علم نہ تھا۔ انکی اس لاعلمی نے اولاد کو یہ عبرت فخر نہ دینا کہ نہ دولت ہو نہ غرت ہو نہ حکومت ہے۔ بلکہ سراسر ذلت ہو۔ جب یہ سب باتیں جمع ہو گئی تودہ ایسی حکیم بینی کی کہ جن امراض کے لیے تعلیم کا طبیب بھی دوا نہیں تجویز کر سکا۔ وہ اسکا علاج کر دیگی۔ اس حاجت کو ان باتوں کی طرف توجہ کرنی پڑیگی۔ تجارت کو دیکھتے کہ ملک پر وہ کیا اگر کر رہی ہے۔ کس کس

قسم کی نئی خصالت کے آدمی وہ بناتی ہے۔ آزادانہ تجارت کے طریقے روزمرہ جڑتے جاتے ہیں یا نہیں۔ زمانے میں مجاہد محافل و صحبتوں اور جلسوں کے کیا رنگ ڈھنگ ہیں ان میں آزادانہ رایوں کا باہم مبادلہ ہوتا ہے یا نہیں۔ عورت۔ مردوں میں اخلاط کی کیا صورت ہے۔ شادی و غمی کے رسوم میں کیا کیا برائیاں بھلائیاں ہیں۔ حوول دولت کے کیا کیا طریقے ہیں۔ ورثہ ترکہ کی مالش کرنے کے واسطے وہم شامتر۔ اور شرع و فرائض کی تلاش میں کتنے آدمی پہر رہے ہیں۔ آدمیوں کے خصایل کے کیا طور ہیں کتنے عقل کی پابندی سے کام کرتے ہیں اور کتنے اپنی خواہش ہائے نفسی پر مرتے ہیں۔ قوائے غضبی اور نفسانی کے سبب کچھ کیا کیا حرکات لوگ کرتے ہیں۔ غصہ آدمیوں سے کیا کیا حرکات کرتا ہے۔ جنگی ذہت گناہ تک پہنچتی ہے۔ اور ہر غصے کی کیفیت کو دیکھیے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں کیسے کیسے انتقام کے جوش پیدا کر رہا ہے۔ اور محبت و مودت کے اثر و کور کیسے کہ کیسے دوستی کے جوش طبایع میں پیدا کر رہی ہیں۔ آدمی کیونکر دوستی کا انتخاب بغیر غلطی کے کر سکتے ہیں۔ دوستی کے انواء کیا ہیں۔ ظاہری اور باطنی دوستی کی تمیز کیونکر ہوتی ہے۔ دوستوں کی باتوں سے

کیا کیا اذیتیں اور مضر تین پہنچتی ہیں۔ بدکاروں۔ کاہنوں۔ عیاشوں۔ اور
 اوباشوں کا یا رانہ کیا نتیجہ دیتا ہے۔ اور نیکوں کی محبت کا ثمرہ کیا ہوتا ہے
 دوستوں میں باہم مایوسی کیونکر پیدا ہوتی ہے۔ قصوں کے اثر و نمود کیسے
 کہ وہ کیسے طبیعتوں پر ہوتے ہیں۔ کتنے دیر یہ اثر ٹھرتے اور کیونکر مٹ جاتا
 ہیں۔ لباس کے طرز مذاق پر غور کرے۔ مکانوں کی آرائش اور لباس
 کی زیبائش کو دیکھئے کہ لوگوں کے دلوں پر کیا تاثیر کر رہی ہے۔

شاید کیا بلکہ ضرور لوگ کہیں گے کہ میں یہ کیا بک رہا ہوں۔ جن باتوں کو
 کہتا ہوں ان میں سے کوئی علم اخلاق کے نکلنے والوں نے چوڑی نہیں اور
 سب اخلاق کے جزئیات و کلیات بیان کر دے ہیں میں بھی کونسا کہان
 انہوں نے یہ ضرور علم العموم بیان کیا ہے کہ۔ غور۔ حسد۔ انتقام۔ غیور
 ایسی برائیاں ہیں کہ خدائے تعالیٰ ناپسند کرتا ہے جبکہ جہنم کی آگ
 میں جلا ہو وہ انکو اختیار کرے۔ مگر یہ بیان ہمارے زمانے کے موافق
 ایسا عام فہم نہیں کہ وہ ہماری زندگی کے روزمرہ کے چوٹے چوٹے کاموں
 میں جو کثرت بہو زندگی بسر کرنے پڑتے ہیں کام آئیں۔ سوائے اسکے
 جن کتابوں میں ان کا بیان ہے نہ وہ ہماری زبان میں ہیں نہ ہمارے
 ہاتھ لگ سکتی ہیں نہ اسکے مضامین عوام کے دماغ میں جا سکتے ہیں۔
 علم اخلاق اور مذہب کی کتابوں کے مصنفین میں اور حال کے

مضمون نگاروں میں بڑا فرق یہ ہونا چاہئے کہ یہ زمانہ کے موافق سب
 باتوں کو اس طرح لکھیں کہ ایک نا سمجھ کی بھی سمجھ میں آجائیں۔ حدود و رشک
 کا فرق۔ غور و عالی حوصلگی میں تمیز۔ انتقام و عدالت کا تفاوت وغیرہ
 روزمرہ کے کاموں میں بتلانا ان مضمون نگاروں کا کام ہے۔ وہ اپنے
 زمانے میں بتلائیں کہ فلاں فلاں نے یہ کام اس سبب سے کئے تھے
 ایسے ان کے نتیجے یہ ہوئے۔ مثلاً ہمارے ملک کے اخبار ایسے ہیں
 کہ انکے اڈیٹر ایسی ایسی لیاقت کے مضمون نگار ہیں۔ ان میں سے جنہوں
 نے شیوہ بد اختیار کیا ان کو عدالت فرجدار سے ایسی ایسی سزا میں
 ملین کیا تعجب ہے کہ اگر ایسے طریقے کو وہ جلد ہی رکھیں گے تو سزا یافتہ
 اڈیٹروں کی تعداد بے سزایافتوں سے توڑے دونوں میں زیادہ ہو جائے
 غرض وہ انسان کی اصل زندگی کا حال من و عن لکھیں گے۔ اور صراط
 ان کے زمانے میں تو اوجھل ہے۔ سبھی۔ دسبھی۔ اپنے جیسے دکھا رہی
 ہیں۔ اسکی ہو ہو تصویر بنائینگے۔ وہ سارے امراض روحانی کی تشخیص
 کر کے اسکے ساتھ درمان بھی بتلائیں گے۔ مثلاً وہ لکھیں گے کہ انتقام کی
 وجہ سے دونوں جو انمردی اور نامردی کے کام آتی ہے صادر ہوتا ہے نہ

اور یہ جو اخروی اور نامردی اسکے دو وصف ہیں کہ انہوں نے انسان کو دو متضاد قسموں میں تقسیم کر دیا ہے اور یہ دونوں ہمسایہ ہیں ذایسی علی جلی رہتی ہیں کہ اسکے اندر امتیاز کرنے میں اشتباہ پیدا ہوتا ہے۔ سچی شجاعت۔ انسان کو جو ٹی چک دمک خوشامد یا پکوسی سے دور رکھتی ہے اور دل میں وہ جرات اور ہمت پیدا کرتی ہے کہ زمانے کے رسم و رواج سے مقابلہ کرنے سے وہ نہیں ڈرتی ہے۔ گورم و رواج۔ نواز کا فرما کر دیا کہ جسے مقابلہ کرنا ٹرسے ولیری کا کام ہے۔ اور بہت ہی مشکل ہے کہ اس پر نتیجائی ہو۔ مضمون نگار کو ٹری توجہ اسی پر چاہئے کہ وہ زمانہ کی مضر رسم و رواج کے مقابلے میں خم شوک کر کٹا ہو جائے۔ اور اسی کام میں نامور و مشہور ہونا چاہئے۔ اگر وہ یہ کام نہ کر سکیں گے تو وہ اپنی جھوٹی عزت کے خیالات سے اپنے تئیں ڈبو دین گے۔ پھر کس نہ سے عوام کی تہذیب پر طعنہ دے۔ اپنی بد اعمالی کی معذرت یا حمایت کرے۔

امورات جاگلی کے اوصاف و الطوار میں آمد و خروج ہر سے یہ کام مضمون ہے اس پر بہت غور کرنا چاہئے کہ کونسے خراج ایسے ہیں کہ شکے کرنے پر ہم کو زمانہ کے رسم و رواج کی پابندی نے مجبور کر رکھا ہے۔ لباس کی زیبائش نکانات کی آرائش۔ اسباب کی نمائش۔ دست قرآن کی انوائش۔ ہن سب باتوں کو سرخیا چاہئے۔ سب آدمیوں کو دیکھنا چاہئے کہ ان میں

کو لے آئے ہیں کہ وہ درجے اور رتبے کا خیال بہت رکھتے ہیں۔ بعض کو یہ سن تک اپنی وجہ بہت ظاہری کا خیال ہوتا ہے کہ وہ اپنے اور اپنے سے کم درجے کے آدمیوں کے درمیان کوئی چیز مشترک ہی نہیں رکھتے۔ بعض اپنی شرافت نسب و نجابت ہی پر مرتے ہیں۔ کوئی اپنی شان و شوکت کے دکھانے میں جان دیتا ہے۔ کسی کو یہی شوق ہے کہ اسکے چہرے پر چوٹے کامن کی شہرت ہوتی رہی تو لطف زندگی ہی نہیں بہت ہے۔ بعض آدمی ایرانی بات کو بہت عزیز رکھتے ہیں اور ان کی طرف داری میں بڑا تعصب کرتے ہیں۔ بعض رذیل ذلیل حالت کے آدمی تجارت کی بدولت دولت مند ہوتے ہیں اور اپنا امیرانہ ٹھانہ جاتے ہیں اور ساری شان شریف امیرانہ کی اپنے مکان۔ پوشاک۔ اسباب وضع میں دکھاتے ہیں۔ جس سے امیروں کے بدن میں تنگے لگتے ہیں اور انکو دیکھ دیکھ جلتے ہیں۔ مگر یہ انکا جلتا حق ہے۔ اس تقلید میں اگر کوئی شیخی۔ خود۔ جھوڑی۔ بیوقوفی نہیں ہے تو اسکے کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ مگر بعض ڈینگے نمودائے شیخی کے واسطے اپنے مقدور سے باہر سے امیرانہ کی ریس کر کے اپنا ستیاناس ملا دیتے ہیں۔ پورا اپنی ہنسی اڑانے ہیں۔ تھار بازی اور بادہ خواری کی بھی فہم کوئی چاہئے کہ ان دو برائیوں سے بھی ملک میں بدکاری پہلے جلتی ہے۔ ایسے

اور برے کاموں سے نہیں۔ تینک لکھ کر جو بے قرضے کے واپس لے کر آکر نہ بعض آدمی اصلی قرضے کے ادا کرنے سے اور سے افضل سمجھتے ہیں۔ اس قرض سے نہ ادا کرنے کو بڑا گناہ اور ترک فرض اپنے مذہب میں جانتے ہیں۔ ان دونوں برائیوں پر مذہب و قانون ملکی بے غریبی کا فترے دے رہا ہے۔ ان دونوں برائیوں کی مذمت گرمیہ سے چلی آئی ہے مگر اسکی مدد مقرر کرنی نہایت ہی مشکل ہے۔ گو کوئی بد اخلاقی و ناخدا پرستی ایسی نہیں ہے کہ مذمت اور بے وقت تباہی سہر پہنہ لاتی ہو مگر جن لوگوں نے اپنا دل سخت پھر بنا لیا ہے وہ سب کام اصول اخلاق کے خلاف کرتے ہیں۔ اور تمام ثنائیتہ قوموں کے قوانین اور اخلاق و عبادات کو زشت و زبون ٹھہراتے ہیں۔ غرور و بے حیائی نے ان کو پاؤں بھندایا ہے۔ ان پر تو نہ دلائل عقلی و شرعی۔ نہ ڈکاوٹ و فراست اثر پذیر ہوتی ہیں۔ وہ تو چکنے گھڑے ہیں کوئی بوند ان پر ٹھہرتی نہیں مضامین نگار کو چاہئے کہ ان کی تحقیر سے الامکان کریں۔ اور یہ جانیں کہ اس تحقیر کی تاغیر ان سنگ دل بے حیادوں پر تو ہونے کی نہیں۔ مگر ان پر تجارت و مذلت دیکھ کر اور بہت سے آدمی جو بد کاریوں میں مشغول ہونے والے تھے وہ رک جائیں گے ان سے بچ جائیں گے۔ یہ حفظ

تقديم ہے۔

خلاصہ

اس تمام مضمون کا خلاصہ ان چند فقرہ میں ہے کہ مذہب اور اخلاق
 کی کتابوں میں جو کلیات لکھے ہیں۔ انسان کے کاموں کے جزئیات
 میں زمانہ کے موافق ہر زمانے میں کارگر نہیں ہو سکتے۔ پس اخباروں
 اور رسالوں اور کتابوں میں جو اٹھاپڑاوی کیا کریں وہ تمام برائیوں
 کو جو روزمرہ کے کاموں کو گھاڑ رہے ہیں اور ہمارے اوضاع و اطوار میں
 خرابیاں کر رہے ہیں اور طرح طرح کی تکلیف پہنچا رہی ہیں وہ سب دور ہوں
 اور وہ اسباب جمع کیے جائیں کہ اپنے روزانہ کاموں سے راحت و آرام
 دین لے۔ ان سب باتوں میں مذہب مقدم سمجھا جائے۔ جزئیات کے
 بیان میں کہیں کلیات مذہبی سے انحراف نہ ہو۔ مذہب کی برابر کسی چیز کا
 اثر انسان پر نہیں ہوتا۔ چاہئے کہ ان جزئیات کی اعانت کلیات مذہبی
 کریں نہ مخالفت۔ اپنی تحریر دن سے لوگوں کو دنیا کے جزئیات کی برائیوں
 سے نجات دلاؤ۔ اور مذہب کی کلیات سے عقیدے کی راہ دکھاؤ قطعاً

راقم

محمد علی شاہ

یورپ میں اشاعت اسلام

اچھل برادران دینی کی توجہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کی جانب بہت کچھ مایل ہو رہی ہے۔ اور بہت سے اخبار دن اور مجلسوں نے اس کا رخیہ کیمیا بنی خاص توجہ مبذول کی ہے ایسے موقع پر ہم قدم در سے سخن غرض کہ جو کچھ ممکن ہو تا نیک کرنے کے لیے حاضر ہیں۔ اگرچہ اس رسالہ اور اسکے اڈیٹر کو مذہبی مبانی سے کوئی سروکار نہیں۔ اور نہ اپنے اصول معینہ کے خلاف کوئی کام کرنا پسند کرتے ہیں۔ مگر سابقین مصلحین مذاہب (غیر وہ کوئی ہوں) کے بعض تاریخی حالات پیشکش ناظرین کرتے ہیں اور نتیجہ انہیں کی رائے پر چڑتے ہیں۔ اس مضمون سے واضح ہو گا کہ اسلام کے پہلے یورپ میں بت پرستی کے خلاف انقلاب عیسویت میں کس قدر تکلیف ہوئی اور پھر اوس عیسویت کو رفتہ رفتہ جو یورپ پرستی تھی کیونکر زوال ہوا اور لوگوں کی آنکھیں روز بروز باوجود صد ہا مصائب کچھ کیونکر کھلتی گئی مگر جس حد تک لو تو تھیں اور اوس کے حواریوں نے کارروائی کی وہ موجودہ اسلامی انگلستانی تحریک میں نقص سے غالی نہ تھی اور غالباً اب وہ قریب آگیا ہے کہ بقیہ نقائص بھی جلد دور ہو جائیں اور تہذیب کی بعض ہیز میں یورپ توحید کے بارے میں اور پچھے اصول سے سرفراز ہو۔ اور جس امی قسب سے

یہ توحیدی چراغ گہری تاریکی میں غلاما اور ایک عالم کو سوز کیا اور اسکی تقلید کی
توفیق ہو جو عین انصاف اور کائنات کی ہدایت ہے۔

انجیل کی جرمینون میں اشاعت

یہ کیفیت حیرت سے معلوم ہوگا کہ آئرش علمی انجیلین پہلے پہل آئرلینڈ
میں نہیں بلکہ سوٹ رلینڈ اور جرمنی میں انجیل کے ابتدائی دغلا جرمین
میں آئرلینڈ کے باشندے تھے۔ چھوٹے اور ساتویں صدی عیسوی میں بحرو
فقرا سے خاتمہ نشینان آئرلینڈ کو مذہبی دغلا کرنے کا شوق ہوا۔ یہ دغلا
خیال کرتے تھے کہ گویا اہل جرمنی باوازمند اور انکی جانب چلا رہے ہیں کہ ہر
مذہبی (روشنی چھوٹاؤ۔ اور تاریکی سے نکالو۔ بعد ان دغلاؤں نے ایک
ٹوٹے ہوئے کشتی پر جو چلے اور ٹینیوں سے بنی ہوئی تھی سوار ہو کر دانڈے
مارتے ہوئے یا خود ہوا سے ہتی ہوئی انگلینڈ چھوٹی۔ وہ انگلینڈ سے کشتی پر
سوار ہو کر دیہات سے راتیں اور شملہ وغیرہ سے ہوتے ہوئے اس میں مقام پہنچے
جہاں لوگ بالکل بت پرست تھے۔ اس میں مقام پر یہ تعلق حکومت اختیار
کرنے پر گورنر تعینم ہوئے۔ سن ۹۰۰ء میں سنٹ کوکسین نامی ایک پاپی

بادشاہ برگنڈی کے دربار میں حاضر ہوا۔ وہ آئرلینڈ سے انگریزوں میں سکونت اختیار کی اور جب وہاں سے ہی اخراج ہوا تو باہر واقع شمال اٹلی میں قیام کیا اور اسکے شاگرد سنٹ گال نے سوئٹزرلینڈ کے ایک جنگل میں بودو بائبل اختیار کی اور نئے کانسٹینس نامی تالاب واقع برسی جزیرہ و غارکرا شروع کیا اور جبکہ بہت اوسکو ملے تالاب میں پھینک دے۔ ایک دوسرا آئرلینڈ کا باشندہ جزیرہ سلکین واقع دریائے رائن میں مقیم ہوا۔ ایک دوسرے نے ایک غار میں پہلا قتلہ کیا۔ اور کچھ سوا ایک اور فتن نامی تھا جبکہ رہن گر تارکر کے پیچھے لے گئے تھے وہ وہاں سے ہٹا کر دریائے رائن سے ہوتا ہوا مقام پیمائش میں پہنچا۔ جہاں بت پرستوں کو راہ خدا کی تعلیم دینے میں مشغول رہا۔ اس طرح غوٹن اور آلتھ دو آئرش بھائی تھے جو دریائے میور پر رہنے لگے۔ کلین۔ کالین اور ٹائین نے مقام اورز برگ کو اپنا تعلیمی مرکز بنایا اور اسی مقام پر کلین شہید بھی ہوا۔ ایک شخص سے فرجیوین اور آگے تک پہنچا اور فرسی نے فرانسیسیوں میں مقام لیگیو جیویرس سے کسیدہ بنانے میں بے وفارکرا شروع کیا۔

پس اس طرح کلین اور ٹائین میں عیسوی مذہب کا

ہو سکتا ہے بت پرست تھے علیٰ ہذا القیاس فریزی جو موجودہ ہالند پر قابض
ہیں بت پرست تھے۔

بعدہ سینٹ بونی فیس چند منتخب اور سرگرم آدمیوں کو ہمراہ لیکر براہ تری
پورٹس مٹ سے جرمنی پہنچا۔ اسے دیکھا کہ جرمنی تین بسندہ عیسیت پر دہشت
اوسنے درجہ کی ہے۔ پس وہ رومیہ گیا تاکہ لوپ سے اختیار حاصل کر کے جرمنی
مگر جادوں میں احکام جاری کرے اب اختیار مل جانے اور مقام متحرک کے
ہو جانے اور پوپ کو بونی فلیس یعنی نیکوکار کے لقب پاسنے پر وہ جرمنی واپس آیا
اور اپنے وطن انگلنڈ سے مددگار طلب کیے۔ چنانچہ بہت سے مرد و عورت پہنچے
اون لوگوں کو اسنے باجاء حسب موقع معلوم و معین کیہنض سے مقرر کیا تمام
مکینہ مار واقع ہستی میں ایک بڑا اور پُرانا بلوط کا درخت تھا جو دونوں دیوتا کے
نام سے مشہور تھا اور بت پرست اس درخت کی زیارت کرتے تھے۔ یہاں
کہ وہاں کے فریسیائی ہی اس درخت کو مذہبی خوف سے دیکھتے تھے اور
وہاں کے پاستزدوں میں اس درخت کی نسبت عجیب و غریب قصہ مشہور
تھے اور اس درخت کی شاخوں کی حرکت سے جو آواز پیدا ہوتی تھی اس کے
سننے کے لیے لوگ جایا کرتے تھے۔ ایک روز جبکہ بت پرست جشنِ نوروز منگوا
تھا اس درخت کے نیچے بڑا ازدحام تھا۔ بونی فلیس واقف بلا لحاظ مجمعِ آدمی
میں آدھیوں کے ایک تبراتہ میں بیٹھ ہوئے پہنچا اور ان بت پرستوں کے

بڑے مجمع کی پروانہ کر کے اس درخت کو تبر سے کاٹا شروع کیا وہاں کے لوگ
یہ حال دیکھ کر بڑے اضطراب اور وحشت میں بہا گئے تھے اور یہ خیال کرتے
تھے کہ اس بے ادبی کی عوض غریب پاڈی پوکھی گرگی اور اوسکو جلا کر خاکست
کر دے گی۔ جب تک درخت بکھر نہیں گرا بونی فیس باز نہیں آیا جب وہ درخت
کٹ کر بڑے زور سے زمین پر گرا اوسوقت بہت پرستون نے اپنے دیوتا کا منہ
دیکھا اور بلوط کے گرتے ہی بتوں سے اونکا ایمان بھی پھر گیا۔

بونی فیس صرف و غلطی کا یا بند نہیں رہا۔ اوسنے دیکھا کہ تا وقتیکہ
ہاں جرم کو تعلیم تہذیب نہ ہوگی اوسوقت تک وہ لوگ اسے جیسا ہی نہ ہو سکیں گے
فیس انہوں نے در سے اور خاقاہن قائم کیں تاکہ موجودہ خاقان نشین
تعلیم دیتے تھے۔ یہ پاوری نہ صرف کتاب پڑھاتے تھے بلکہ آب پاشی سکھاتے
ورغل کاٹتے۔ زمین جوتے۔ تخم ریزی کرتے۔ میوہ دانہ و درخت لگاتے
اور مختلف تجارت کرتے تھے۔ ہر لوگ جیسا ہی ہوتے جاتے تھے وہ پرانے
کے جو پڑوں میں آباد ہوتے جاتے اسطرح سے زلفہ زلفہ یہ نو آبادیاں
شہر کے برابر ہو گئیں۔ جب بونی فیس پور ہوا تو اوسنے فریڈرک بن

سوار سے دو خط لکھے جن میں نے مین بریج کے سپرٹنڈنٹ کو روانہ کیا ایک خط میں
خود لکھا ہے کہ میں نے اپنے بڑے بڑے شکست کا سامنا کیا جیسا کہ سابق میں لکھا ہے
اور دوسرے میں اودھ میں ان سب سب سے امید کی جاتی ہے کہ وہ جلد اس پر حکم کی
بطور تمام بدوشت کریں گے اور اشاعت دین میں وہی تمام بدوشت کریں گے

میں انجیل کی سادھی کرنی چاہی جو بیت پرست اور سی پے عیسائیوں پر ہے اور
 شہید ہیں اور کو قتل کر ڈالا۔

مذہب رومن کیتھولک سی پروٹسٹن مذہب کا اپنا
 یں یہ سب کے شیعوں سے تمام یورپ میں مذہب کیتھولک نہایت قوت سے
 جاری رہا اور اس مذہب کے پیروا جنکو یورپ کہتے ہیں شاہانہ شان و شوکت
 سب سے مذہبی اور دنیوی حکومت کرتے رہے مگر سب سے پہلے جرمنی کے لوگ
 یورپ کے علم و تہذیب سے تنگ آ گئے تھے اور بادشاہ کی حکومت جو دنیوی ہو
 بھی جاتی تھی بمقابلہ یورپ کے مٹی بنا رہی تھی رفتہ رفتہ یہاں تک فزیت پہنچا
 کہ دو سینے یورپ اور بادشاہ کی مشترک حکومتوں سے اہل جرمن تنگ آ گئے
 اور انواع انسانی کی بلکی اور تمدنی تکلفین اور یہاں والی کا نقصان اٹھا
 اور ذلیل غلامانہ حالت اٹھاتے اٹھاتے بالآخر جرمنوں کو معلوم ہوا کہ
 یورپ ہی ماہ فساد اور قومی اتحاد کا دشمن ہے اور یورپ پر اس الزام

[illegible]

کھاتے کا باعث یہ تھا کہ جب کوئی بادشاہ دعوے سلطنت بنیسن اور سکی
 کرتا۔ یا اپنے سین دارت تخت لبارٹوی اور رومیہ طاہر کرنا تو پوپ کو
 نہایت وجہ بے چینی ہوتی۔ کیونکہ اس کے قلب ملک پر علاوہ اور دعویدار
 و فرمانروایان سلطنت کے بادشاہ جرمنی کی حکومت تسلیم ہونے کا ہمیشہ ہوتا
 اس لیے پوپ بادشاہ کے اس واجبی ارادے سے ہر طرح مخالف و فرام ہوتے
 وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ شہنشاہوں کے محکوم ہو کر رہیں بلکہ وہ ارن کی
 پوری مخالفت پرستے ہوئے تھے اور چونکہ جرمنی کی ریاستیں ایک دوسرے
 سے متفرق آباد نہیں جان ہر ایک شہزادہ خود مختاری کا دم بہرتا اور خود
 بہت سے بیشپ اور ابٹ (مذہبی سرکار) مختلف حدودوں کے حکمران تھے
 اس طرح کی دینی اور دنیوی حکومت کے شکر کہ ہونے سے عوام الناس
 سخت تکالیف میں مبتلا تھے۔ چارلس اعظم نے بعض آرج بیشپ اور بیشپ کو
 جو اس کے درجے کے با رعہ رہنا سے مذہب سے بعض تضامون کی حکومت
 اس غرض سے دے رکھی تھی کہ وہ بوقت ضرورت دوسرے چوٹے
 چوٹے باغی حکمرانوں کے مقابلے میں بادشاہ کی طرف سے سینہ سپر ہو سکیں
 مگر بجائے اسکے وہ لوگ بھی پوپ ہی کا دم بھرنے لگے چنانچہ بہت سے
 آرج بیشپ اور بیشپ اور دوسرے متوسط درجے کے فرہنگی رہنا چکے بعض
 مقامات کی مصلحتاً حکومت لے لے گئی تھی سب کے سب بادشاہ سے کوئی

ذاتِ سلطانین رکھتے تھے بلکہ بالکل خود مختار تھے ان تواریسی متابعت برائے
 حیدر دہلی۔ ان طوائف الملوکی سے بادشاہت صرف تیرے لفظوں میں باتو
 رہ گئی تھی اور کچھ نہ تھا۔ اگرچہ اس وقت بھی برائے نام بادشاہ ریاستوں کا
 رئیس تسلیم کیا جاتا تھا لیکن تخت ریاستیں خود مختاری کا علم بلند کیے ہوئے
 تھیں جس سے ناقابلِ برداشت حالت پیدا ہو رہی تھی۔ یہ انتظام تھا اور نہ
 قانون کی پابندی۔ آخر کار اہل جوہی اس ناقابلِ برداشت تکلیف سے
 نجات پانے کی تدبیر سوچنے لگے۔ اور خود اس ملکی خرابی کو دور کرنے کا
 ارادہ مصمم کر لیا اور یوپ کی مخالفت اور فراغت کا آغاز کیا گیا۔ ایچ پ
 لٹپ اور ایپاٹ (مردارانِ خانقاہ) جو یوپ کے طرفدار اور ہم کواڑ
 تھے ان کا یکبارگی خاتمہ کرنا چاہا۔

اس وقت اتفاقاً یوپ کرورپیہ کی اسٹند ضرورت پڑی تھی اور یوپ
 نے قصد تھا کہ روپیہ مین سنٹ میٹر کا گر جا ایسا عظیم انسان تعمیر کرے جو دنیا
 پر کے تمام گرجاؤں سے زیادہ با شان و شوکت ہو اور تمام عیسائی دنیا
 کا یہ قبلہ متوجہ کیا جائے اور اسے اندھنسی یعنی اندر زشن سے فروخت کر کے

یوپ بلڈ روپیہ وصول کرنے کا یہ نیا اور کارآمد ٹریک اپنا دیا تھا جو جب عینت لوگوں
 پر یہ دیکر ان کے گناہ تمام حرکت معافی کر دیا کرتے تھے اس معافی نامہ کو ایڈمبوسا
 کہتے تھیں۔

روپیہ جمع کرنے کی کارروائی شروع کی۔ اور اپنے مخصوص مقبرہ آدمیوں کو اس قسیم کے امرزشن سے دیکر تمام عیسائی ملکوں میں فروخت کے لیے رہا کیا۔ چنانچہ جرمنی میں ہی ایک پوپ کا سفیر ٹیئزل نامی ہو چکا جو کسی خانقاہ کا ایک گوشہ نشین عابد تھا۔ اس شخص نے یہاں بہت سے بخشش نامے فرست سکے اور اتنا سے فروخت میں بے مہابا اور بے تکلف لوگوں کی مہالیت اور ضعف اعتقادی سے کام نکالا۔ مگر اس سفیر کے بے تکلف اور بنا جا کہنے باتوں سے واقفکار اور راست خیال لوگوں کو سخت صدمہ پہونچا۔ اس موقع پر اس بات کا جاننا ضرور ہے کہ کیتھولک مذہب کے موافق جب کوئی شخص کسی فعل قبیح کا مرتکب ہو تو اسکے دوستیجے ہوتے ہیں سداوہ یہ کہ وہ خدا کی نظروں میں گناہ گار ہوتا ہے۔ وہم شخص مرتکب کو کچھ نہ کچھ جہانی تکلیف کا ہونا میں ہو جاتی ہے۔ مثلاً۔ شراب پینے والا گناہ گار ہی ہوتا ہے اور جہانی تکلیف لینے دروسر وغیرہ میں ہی مبتلا ہوتا ہے جس کیتھولک مذہب کی یہ تعلیم تھی کہ تمام گناہوں کے ساتھ اذیت دہنی ہوا بستہ ہے۔ اور اگر گناہ گار کا گناہ معاف ہی کر دیا جائے تو تکلیف جہانی ضرور قائم رہے گی جیسے وہ تکلیف حین حیات میں ہو یا بعد الموت۔ پوپ کی یہ رائے

کہ کثرت کی معافی تین طریقوں سے ہونا ممکن ہے۔ اول توبہ کرنا۔ دوسرا اقرار کرنا۔ تیسرا اصلاح کرنا۔ اگرچہ معصیت کی تلافی توبہ سے ہو سکتی ہے اور خدا کا گناہ معاف کر کے گنہگار کو اپنی مہربانی میں لے سکتا ہے مگر تب بھی وہ شخص سزا سے بالکل مبرا نہیں ہو سکتا۔ پس یوں کا دعوے ہا کہ وہ گنہگاروں کی سزاؤں کو جلا بدی ہے خود معاف کر سکتے ہیں اور یہ بخش نامے اسی غرض سے نافذ ہوئے تھے۔ لیکن یہ بخش نامے بشرایا چند عطا کئے جاتے ہیں جیسے دل سے توبہ کرنا۔ جسکی مکمل شرطیں انہیں کاغذ پر چھپی ہوئی رہتی ہیں یا ہاتھ سے لکھی جاتی ہیں غرض کہ پوپ کی طرف سے ایسے دعوے کے ساتھ بخش نامے جاری کرنا حیرت انگیز امر تھا۔

وٹن برگ کے ایک درویش خاتواہ نشین نے جکا نام وارٹن لکھ کر تھا اور سنے آج بشپ نینر کو لکھا کہ بخش نامے فروخت ہونے سے جاہلوں میں سخت نقصان پیدا ہوگا بعد اوسے ۹۵ دلیلیں بخش نامے کے خلاف لکھ کر وٹن برگ کے گرجے کے دروازے پر اوڑھان کر دیں اور یہاں کیا کہ یہ دلیلیں برابر قائم رہیں گی۔

یہ آغاز اوس بڑے جگڑے کا تھا جہاں تمام مغربی عیسائی دنیا بہت جلد شامل ہو گئی ہیں تک کہ یہ خاتمہ نہیں ہوا۔ لوہر نے ایک نئی نوعیم جلدی کی جو اپنی اشاعت میں ایسی ہی تیز رفتار تھی جیسے ڈنامٹ۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسائی مذہب میں بہت بڑا اشتقاق اور تقرب ہوئی اور مذہب کا جگڑا سو پانچوٹ پیدا ہو گیا۔ یہ زمانہ زمانہ رنار وٹن کے نام سے مشہور ہے۔

کہ تو ک مذہب کی یہ تعلیم تھی کہ کسی شخص کے قطعی گناہوں سے اوسی وقت
 معافی ہو سکتی ہے جبکہ وہ سچے دل سے توبہ کرے۔ (۲) اسبطرح اقرار
 اور اعتراف ہو (۳) اور اصلاح اور قبايح مرتکبہ کا معاوضہ کوسے۔ انسان
 کی گناہوں سے مخلصی باعث خوشنودی خالق ہے۔ پس انسان تمام عہد
 خدا پر ہر دہ اور اوسکی ہر بانی پر اعتماد کر کے مخلصی کی فکر نہایت جانفشانی
 سے کرنا رہے۔ اور اصطلاح ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جو انسان کو مکمل
 تک پہنچاتا ہے۔ اور یہ بھی چند شرطوں پر محول ہے۔ اور نجات ہی تا وقتیکہ
 انتہائی استقلال نہ ہو کسی شخص کے لیے قطعی نہیں۔ پس بارش کو ترچہ
 ٹرا مضطرب الحال اور پر آرزو شخص تھا اور کبھی اوسکو ان باتوں سے نیکین
 نہیں ہو سکتی تھی تا وقتیکہ اوسکو معافی مخلصی اور نجات و راجی کا
 قطعی ہر دسا نہ ہو جائے۔ اور چونکہ وہ اپنی برہم مزاجی سے خوب واقف تھا
 اسلئے اوسکو گنہگار ٹھہرنے اور پشت سرِ محروم رہنے کا بڑا اندیشہ تھا لیکن
 وہ سخت مصیبت قلبی میں مبتلا تھا۔ لیکن ایک بارگی اور سکے ولین چند
 ایسے خیالات جدید جا لائن ہوئے جس سے اس کے اضطراب و مشکلات
 یکبارگی جاتی رہی وہ یہ بات سمجھ گیا کہ اگر کسی شخص کو ہر دسا ہو گیا کہ وہ

معاف کیا گیا۔ مخلصی دیکھی۔ اور نجات دوامی سے مالا مال کیا گیا اور سکا
 اند خیال پچائے خود قطعی ہے۔ اور سنئے اس اطمینان بخش خیال کا نام ایمان
 رکھنا۔ یعنی کسی شخص کے اپنے اپنے جیسے جیسے اعمال کی پوری جانچ کا نام ایمان
 ہے۔ اور اس طرح غیر اطمینان نجات کو مستقل اور قطعی نجات اور زور سے فیصلہ
 خود قرار دیا اور اس نے جان لیا کہ اپنے ایمان کے زور سے مخلصی ہوتی ہے
 اس میں نہ کسی شرط کی ضرورت اور نہ محرومی کا کوئی موقع باقی رہا۔ اس تعلیم
 کی بہت دیر تک اشاعت اور بڑی خواہش کے مقبول عام ہوئی اس تعلیم
 کی دوسری اصطلاح اور مذہبی سرداروں کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ مدد
 اور طالب امداد کو مددگار ہوتی ہے نہ کہ مستحکم اور مستقل آدمی کو۔ لہذا اگر
 اصطلاح اور سرداران مذہب کی ضرورت باقی نہ رہی تو بشیپ ہی بیکار ہے
 جو کار ہر مینوں کی نظروں میں بشیپ کا قیام فصول ٹھہرا۔ اور اس بات کا
 صبط العموم بہت شک و شبہ کے ساتھ چرچا ہوا کہ آیا جرمنی میں بشیپ ضروری
 یا نہیں۔ جان وہ شاہانہ عیش و عشرت سر بسر اوقات کرتے اور مذہبی فرائض
 بجا آوری میں غفلت کرتے۔ یا اس شعبہ مذہب کو دوسروں کے سپرد
 کر دیتے ہیں۔ اگر ناظرین کو کبھی ملک و قلع بالائے دریائے رائن میں
 اتفاق سفر ہوا ہو تو مینوں کے عبادت خانہ کے بیچ ترسیل نہروں کے حوالوں
 پر توجہ کریں بشیپوں کی یادگارین و کھلائی دیکھیں۔ ان کی تصویریں اس طرح

بنی ہوئی ہیں کہ زرہ بکتر تو لباس ہے۔ ایک ہاتھ میں تلوار ہے دوسرے ہاتھ میں گلہ بالون کا ہتک۔ اوس کے سر دین پر مجتہدانہ ٹوپی ہے جس کے گز پنجابی ہے اوس کے ان یا گھار تصویر دن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایچ بشپ نس قسم کے ہوتے تھے فی الحقیقت وہ پورے دنیاوی امرا کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ گھوڑوں پر سوار ہوتے زرہ بکتر استعمال کرتے اور از روئے مذہب صرف مجتہدانہ ٹوپی دیتے۔ جرمیون نے بشپوں کی یہ کیفیت دیکھ کر اونکو ایک ڈکھو سلا سچھا اور کہا کہ یہ لوگ اپنے گلہ کی گلہ بانی نہیں کرتے بلکہ بشپ کے پردے میں بادشاہی کرتے ہیں اسوقت مذہبی تحالف بڑھی ترقی پر تھا۔ پوپ لیو دہم نے سنہ ۱۵۲۰ء میں ایک بل لینے فرمان نافذ کیا جسکی رو سے تو تھر کو خارج از مذہب کیا اور کیتھولک مذہب سے بالکل جدا کر کے محدود فرار دیا۔ اور تمام جیسائی ملکوتوں اور حکمرانوں کو اوس کے سائل سے مطلع کیا اور تاکید کی کہ اوسکو گرفتار کرنا اور اوسکی نفی کا افسدہ کرنا چاہئے اسی سال دسمبر کے مہینہ میں بوقت صبح آرتھر نے ڈمبیرگ کے جنوبی پہاڑ پر لکڑیوں کا بہت ڈھیر کر کے پوپ کے اعلان کو علی الاعلان نذر شعلہ کر دیا اوسے یہ کارروائی جدا ہی ہسپتال کے قریب کی تھی جہاں خدا میں سکے آلودہ اور موت چٹھر کے جلائے جاتے تھے ایسے موقع پر پوپ کے اعلان جلائے کا مقصد یہ تھا کہ نوگوں کو زیادہ تر نفرت اور حسرت پوپ کے اعلان

کی ہودوسر سے بجز تو تر نے گرجا کے ممبر پر چڑھ کر بیان کیا۔ کہ جو اعلان کل جلایا گیا وہ بہت خفیف بات تھی بہتر ہوتا اگر خود پوپ جلا کر خاکستر کیا جاتا یا کل حکومت روس پر (تحت پوپ) جلادی جاتی۔

اس تملکہ کو موقوف کرنے کے لیے شہنشاہ چارلس نے مختلف دیاستون سے لوگوں کو دعوت دیکر مقام ہورس میں جمع کیا۔ یہ عظیم الشان مجمع ۶ جنوری ۱۵۲۱ء کو ہوا۔ تو تر کو اس مجمع طلب کیا۔ دیاستون کی جانب سے بڑی لمبی نہر تین شکایتوں کی جو بہ مقابلہ پوپ تھین پیش ہوئیں جنگی فنوائی اور تعمیل کی شہنشاہ سے استدعائی۔ تو تر کا سفردورس بہت فخرانہ جلوس کے ساتھ ہوتا جان پہنچنا ایک جم غفیر کھیرتیا اور بڑے زور سے نوحہ خوشی بلند ہوتا۔ جب ہودوس بیوچا تو دوسکی سواری کے گرد بڑے نامی گرامی مغز دن کا جگمگا ہو گیا جب وہ مجمع میں داخل ہوا تو اس نے اپنی اسے واپس لینے سے بالکل انکار کیا۔ شہنشاہ چارلس نے دیکھا کہ بہت سے روساؤں نے ہارادے خامکریکسی اور دیگر نامی روساؤں ایان ملک تو تر کے طرفدار ہیں لہذا وہ مجبوراً تو تر کے اعلان کوئی اعلان اس وقت تک جاری نہ کر سکا جب تک کہ وہ مجمع سے اٹھ کر نہیں گیا۔ چونکہ چارلس نے تو تر سے پوری حفاظت کا وعدہ کر لیا تھا اس لیے جب چاہیے گا تو کی حفاظت میں روانہ کر دیا۔ جیون ہی تو تر نے ان

افسر مذکور واپس کیا اور سکی حفاظت کو چند دوسرے روپوش سوار پہونچائے جو اود
دوست اور سرپرست والی یکنی کے نیچے ہوئے تھے۔ ان محافظوں نے توہر کو
دارشن برگ قلعہ میں پہونچایا جہاں ۹ مہینہ تک ختم سہراوقات کی۔
جب وہ یہاں اسطرح چپا ہوا تھا اور سکا ایک شاگرد باغی لوگوں کو
ہمداء بیکر دشن برگ کے گرجے میں پہونچا جہاں ان باغیوں نے قدیم صلیب
اور تونکو پاش پاش کر دیا۔ ایسی کارروائیاں توہر کی خواہش اور پسندیدگی سے
بھی نہجاوڑتھیں اسلئے وہ اپنی خفیہ گاہ کو چھوڑ کر کیا رکھی دشن برگ پہونچا اور
ان بد انضامیوں کا خاتمہ کیا۔

حسن

فہرست

موجودہ زمانے میں اکثر احباب کی طبیعت کا رجحان من تصویر کشی کے حاصل کو نیکی طرح پامال کیا لہذا راقم اپنے تجربات کو جو اسکے شعلق تھے ایک رسالہ کے پیرایہ میں منظر کشی کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔ اگر کہیں غلطی رہ جائے تو ادسکی اصلاح فرمائی جائے

زمانہ سابق میں پلٹ یعنی آئینہ تصویر کشی کے تازہ تیار *Plate*
کئے جاتے تھے اور انکا ڈیو بی لاپ یعنی ان تصاویر *Develop*
کے آئینہ پر مصالح ڈالکر نمودار کرنا اوسیرقت ضرور
بہمہما جاتا تھا اور انکا منظمی انجام دہی کے لیے
ایک چوٹا خیمہ یا رولٹی کا ہرنا جبین ڈائبل روٹنی لکھا
نمودار نہ ہوتی ہو ضرور تھا۔ مگر اب ڈرائی پلیٹ *Dry Plate*
یعنی مصالحہ کے خشک آئینہ ولایت سے ایسے تیار
ہو کر آتے ہیں جن سے تصویر کا لینا بدرجہ آسان ہو
اوسکو نہ ڈیرے کی ضرورت ہے نہ تازہ پلیٹ بنانی
اسمین خشک نہیں کہ زمانہ سابق میں لوگ جو اسکا شوق

بہت کم کرتے تھے۔ انکو اس میں برابر ہا دو تین پیدا
 ہوتی تھیں۔ اور جب سے کہ غلک پلیٹ آئے تھے
 برابر ہا تھنوں نے اس فن کے حاصل کرنے کا شوق کیا
 اپنے اور انکو برابر کا سیالی ہو رہی ہے۔ اس میں تین
 ترکیبیں ہیں۔ بعض صاحب تو تصویر لیکر اسکو ایک ایسے
 صندوق میں جس میں روشنی نکلے تصویر کو بند کر کے پیشہ
 تصویر کش پاس روانہ کرتے ہیں۔ اور بعض صاحب تو
 اس غلک آئینہ سے تصویر لیکر آئینہ پر دو اڈا لکر چپا
 کے لیے پیشہ در تصویر کش کے پاس روانہ کر دیتے
 ہیں اور بعض توفیق حضرات ایسے ہیں کہ کل تصویر کشی
 کا کام خود ہی انجام دیتے ہیں۔ لہذا میں اس فن کے
 رسالہ کو چند فصلوں پر تقسیم کرنا ہوں اور میں سادگی
 تصویر کشی کے لئے ضرورت ہوتی ہے اس کو آخر
 فصل میں تفصیل کے ساتھ بیان کر دوں گا۔

فصل اول

(آہ عکس کا جہان ناما)

یہ دو قسم کے ہوتے ہیں بعض آئے تو ایسے ہیں
 کہ صندوق میں بند رہتے ہیں۔ اور بعض آئے
 خود صندوق میں آتے۔ جو آئے کہ صندوق میں آتے
 ہیں اور ان کے جانے میں کسی طرح کی دقت واقع نہیں ہوتی
 یعنی صندوق کو اوٹھا کر تپائی یعنی سہ پایہ پر رکھ دیا جاتا
 ہے اور جو مسوت کہ صندوق کے نیچے کر دقت کیلئے
 بنا رہتا ہے وہ پیر دیتے ہیں۔ اور جو آلہ کہ صندوق
 کے اندر رکھا جاتا ہے اور اس کے بازو کے لمبوت کی وجہ
 بڑا کرتے ہیں اور پھر تپائی پر جا کر نیچے کا لمبوت
 پھیرتے ہیں۔ سوائے ان دو کیا ہر دن سمجھنا
 حال میں نیا کیرا ایجاد ہوئے ہیں جس کا نام کوہنیکو
 ہے اور یہ عیسائی میں مروج ہے اور پچیس کی دہائی

ہر سٹیمتاجی۔ اس کیرہ میں ساٹھ پلیٹ جمی ہوئے
 رہتے ہیں۔ اور اس کیرہ سے نوکس کے لینے میں
 کسی قسم کی محنت نہیں ہوتی اور آسانی یہ ہے کہ کیرہ
 ایک چوڑے سے پادگزر پلڑے کے صندوق میں بند
 رہتا ہے اور ایک گٹھ میں ۱۰ تصویریں اس کیرہ
 سے آسانی کے ساتھ کھینچ سکتی ہیں مگر اسکا ڈیولوپ
 وغیرہ کیقد شکل ہے لیکن لازدین دیال وغیرہ فوٹو گرامر
 اس کام کو انجام دے سکتے ہیں۔

Develop

فصل دوم

(تصویر کشی کا مقام اور وقت)
 تصویر کشی کے لیے مقام اچھا تجویز کرنا چاہئے جو لوگ
 کہ اسکا پیشہ کرتے ہیں اور مشینوں میں وہ اس کام کے
 لیے اپنے مکان میں ایک کمرہ آمینہ کا بناتے ہیں
 اور اسی میں نیلے رنگ اور سفید رنگ کے لمبلے لگاتے
 پردے دھوپ کی آڑ کے لئے لگاتے ہیں کیونکہ

ب تک روشنی بند ہی ہوتی تصویر کھچوانے والی کی
 برے پر نہ پڑی گی اور اس کا عکس برابر نہ اترے گا
 بعض کم معمول تصویر کش بانس کے ٹیون کے مکان
 باکر نیلے پردے لگاتے ہیں۔ اگر کسی مکان یا کسی
 باڑ یا کسی دوسرے مقام کی تصویر لینی منظور ہو تو
 ایسی حالت میں تصویر لینی چاہئے کہ آفتاب نہ تو نیچے
 واور نہ پشت پر کھینچے واسے کہ ہو بلکہ دائیں یا بائیں
 رف ہو اگر کسی شخص کے مکان میں جا کر اس کی تصویر
 لینے عکس کا لینا منظور ہو تو ہمیشہ آفتاب کا رخ چوڑا
 بانے اور جس جانب میں کہ زیادہ سایہ ہو وہ جگہ
 تصویر اڑھانے کے لیے پسند کیا وے مگر مستور کو
 ضرور ہے کہ صبح کے وقت ۶ بجے سے ایک اگر
 تصویر لی جائے تو تصویر کھچوانے والی کی پشت فرق
 کی جانب اور منہ اور اس کا مغرب پیچھ کر طرف رکھو
 شہر بلکہ مکان کے مقابل میں تصویر لینی چاہئے
 اس قدر بلند ہو کہ اس کے سامنے آئینہ کے آفتاب
 کے شعاعیں مینس کے منہ پر گرنے پر گز نہ پڑے

hens

آسانی روشنی بچانے کے لیے ایک چتری آکر پر لگا
 واجب ہی اور اگر شام میں ۴ بجے سے ۶ بجے
 تک تصویر کا لینا منظور ہو تو اس کے خلاف لینے
 پشت مغرب کی طرف اور منہ پورب کی جانب رکھ کر
 تصویر کشی کے وقت کے لیے اکثر سبھی یہ بتلاتے
 ہیں کہ صبح کا وقت نہایت مددہ ہے اور شام کی وقت
 اگر ایسی ہی ضرورت واقع ہو تو تصویر لیجائے اور
 اگر تمام روز ابر گھرا رہے اور وہ ابر سفید ہو تو ابھی
 حالت میں ۱۲ بجے بھی تصویر لیجائے تو کوئی قباحت
 نفع نہ ہوگی اور صبح کا وقت اسلئے بہتر سمجھا گیا ہے
 کہ اس وقت خشکی اور روشنی بھی تیز رہتی ہے بعض
 تصویر کش شب کے وقت برقی روشنی میں بھی تصویر
 لیتے ہیں۔

فصل سوم

(فوکس لینے کے طریقے کا اہم کرنا)

یہ ایک شکل بات ہے تصویر کی عمدگی کا دار و مدار۔

Focus. دتس پر رکھا گیا ہے۔ اگر فوکس خراب قائم کیا جائے
 نہ تصویر اچھی اڑھتی ہے اور نہ اسکو مصور کسی مصالح
 سے درست کر سکتا ہے۔ اس کام کو نہایت تہیہ
 اور احتیاط سے کرنا چاہئے اور اسین کی قدر جلدی
Camera چھوٹی چاہئے جب فصل اڈل اولاً تپائی پر کھیرانی
 اور تصویر کشی کا جانا چاہئے جسکی تصویر یعنی منظرہ نہیں
 کاشہ اسکی جانب کرنا چاہئے۔ سیاہ کٹر اچھا
 رہتا ہے اپنے سر اور کھیرا پر ڈالکر لئیس کاشہ جو
 ایک ٹرپی سے بند رہتا ہے کو لڈیا چاہئے۔ اب
Focus
Screen فوکس اسکرین بیٹے اوڈ ہا شیشہ کھیرا کی پشت
 پر لگا ہوا ہے دیکھنا چاہئے اسپر شیشہ اڑھتی
 دکھائی دے گی اور ایک چج کے آگے پیچے لگا ہوا ہے
 تصویر اس آئینہ پر نمودار ہوگی جب شیشہ بالکل
Lens صاف دکھائی دینے لگے گی لئیس کاشہ بند کر دیا
 جائے۔ اور نیچے کا چج مضبوطی کے لیے لگا دیا جائے۔

فصل چہارم

(تصویر کا لینا)

تصویر لینے کے واسطے آئینہ کا ڈارک سلائیڈ مین *Dark slide*

رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے رکھنے کے دو طریقہ

ہیں۔ ایک طریقہ تو وہ ہے کہ کالڈر کے مین یا

یہ کہ بے روشنی کے حجرے مین ڈارک سلائیڈ مین آئینہ

رکھا جاتا ہے اور دوسرا طریقہ وہ ہے کہ بکس کے

اندر ڈارک سلائیڈ مین آئینہ رکھا جاتا ہے۔ اس

انتظام سے غرض یہ ہے کہ وہ جو ڈرائی پلیٹ یعنی *Dry Plate*

سور کے مصالحہ کے آئینہ مین اوکونز اندر روشنی کسی

قسم کی نہ لگنے پائے۔ اگر حجرے مین روشنی کرنی

منظر ہو مسکام کے واسطے سبز رنگ کے آئینہ

کے مالٹین کے اندر نیپ یا موم تیلی کی روشنی

دیکار ہوگی ڈرائی پلیٹ کو سلائیڈ مین رکھتے

وقت اس امر کا لحاظ ضرور ہے کہ جب طرف مصالحہ

لگا ہوا ہے وہ نیچے رہے اور پشت جبکی جبک
 زیادہ ہوتی ہے اوپر کی طرف رہے ڈاکٹر ٹائیڈ
 کو سیاہ کپڑے سے آئینہ لڑکھے تک بعد اویسین پیکر کیمرہ
 Camera کے نزدیک لانا چاہئے اور جو فوکس لیا ہوا ہے
 Focus screen اوکو کر دیکھ لینا چاہئے۔ فوکس اسکرین یعنی
 وڈ ہے شیشہ کو گھمایا اسے علیحدہ کر کے اوسکی
 جگہ یہ ڈاکٹر اسلاٹ بھاڑ دینا چاہئے اور سہمے یعنی
 نیس پر ٹوپی لگا دینا چاہئے۔ بعد ازاں ڈریس
 کاسٹ یعنی دوسری طرف کا ڈاکٹر جو کہ اوپر کی طرف
 یا بازو میں لکھینے سے نکل آتا ہے کینچا چاہئے
 Ready جو وقت کہ تصویر لینی منظور ہو فقط تیار یا ریڈی
 پکار دینا چاہئے تاکہ جبکی تصویر بدترتی ہے وہ
 بلے جس حرکت بیٹھ جائے اور اپنی جگہ ہوشیار
 رہ جائے اسکے بعد نیس پر ہی ٹوپی بہت آہستگی
 Lens سے ایک بازو کر لینا چاہئے۔ یہ تجربہ سے

دیکھا گیا ہے کہ جب عکس دیا جاتا ہے تو یہی وقت
کا تصور کرنا ہر شخص تجربہ سے حاصل کرتا ہے جو کہ یہ امر
روشنی کی تیزی اور تیزاب کے شیشہ کی طاقت اور
سینس کی غریبی پر منحصر ہے۔ مگر تجربہ سے یہ دیکھا گیا ہے
کہ ایک سکند سے دس سکند میں تصویر اوشتی ہے۔
اگر عمدہ سامان اور عمدہ روشنی رہے تو ایک سکند
میں تصویر اوشتی ہے اور اگر سامان کچھ خراب رہا
یا روشنی خراب رہی تو دیر میں

فصل پنجم

(ظہور تصویر)

جب کہ ڈارک اسلاٹ بعد انفریغ تصویر کیمیرہ سے
علاج کیا جاوے تو سیاہ کپڑا پٹ کر ڈارک روم *Dark Room*
میں لیجا جاتا ہے اور وہاں بعد دروازہ بند
کر دینے والا پر وہ چوڑ دینے کے ڈارک سلاٹ
سے باہر نکال کر جو تصویر کہ آئینہ ہی او سکوا دلا

پانی میں ڈالنا چاہیے جبکہ اس کام کے لیے ایک
سات چینی کے برتن میں تیار رہتا ہے یہ عمل اول
ہے۔ اسموٹج پر یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ آئینہ
وراثت سے مختلف لوگوں مثل الغورڈ وغیرہ کے تیار
کئے ہوئے آستے ہیں اور اسکے ٹیوی لائنگ کے لقمہ *Development*
ہی علاحدہ ہیں اور ٹیوی لائنگ سولیشن مینی کے کسٹرن
کے پاس ملتا ہے وہاں سے طلب کر کے استعمال
کرنا چاہئے ورنہ مکان پر حسب ذیل سولیشن تیار
وزن کر کے بنانا چاہئے۔

(نمبر اول)

Stock solution

Pyrrogalllic acid

*Ammonium
Bromide*

اسٹاک سولوشن

پیروگالک اسڈ ۱۔ اونس

امونیم برومائڈ ۶۰۰ گریں

بقیہ آب بقدر ۴۔ اونس

جب یہ سولوشن تیار ہو جائے تو سس دقت

Pure lactic acid

۲۰ منم پور ٹھیک اسٹاکلانا چاہئے۔

دافع ہو کہ یہ سولوشن دیکھ کر مٹے تک کام نہ چھوڑے۔

(نمبر دوم)

Strongest Ligament

عمدہ ترین لکڑی آمونیا جکی قوت سے کم نہیں ہوتا۔

Ammonia

آب ایک پینٹ

اس سلوشن کو ایک کانچ کی ٹینٹی میں کاڑک سے بند

کر کے رکھنا چاہئے تو کچھ عرصے تک یہ سلوشن کام لگتا ہے

(نمبر سوم)

اولسن

سلوشن نمبر (۱)

۱۹۔ اولسن

آب

یہ سلوشن چند گھنٹے تک کارآمد رہے گا۔

Develop و آئینہ جو کہ فلکی لاپ کرنے کے لیے سلوشن نمبر ۱۲

ہموزن لیا جائے۔

اگر آئینہ پر طور تصویر کا اثر زیادہ ہو گیا ہو تو رکابی

سے آئینہ فوراً نکال کر ایک یا دو دفعہ سلوشن نمبر ۱۲

ادھیر ڈالو جب سلوشن آئینہ پر سے ہٹ کر رکابی میں گرنے

وہن گرنے دو اس عمل کے بعد جب آئینہ کو نکالو۔

میں کو تو نہ یہ معلوم تھا کہ انرجیا تاہم ہے گا۔

جب سلوشن ڈالنے سے تصویر اچھلے حصہ نمودار ہو جائے
اس وقت سلوشن نمبر ۲۔ اگر ٹالیو گے تو حلیہ نمودار
ہوگی۔ پیشکری کے پانی میں آئینہ کا ڈانٹا فلنگ کے

Living

اول و بعد ضرور ہے لیکن فکنگ سلوشن میں کبھی
پیشکری یا دوسری چیز نہ ملانی چاہئے۔

اور عموماً تو بعد عمل اولیٰ سے کچھ عمل کیا جاتا ہے کہ
شیشہ کو ایک چینی کی رکابی میں دھکے تیزاب ذیل
جو سابق سے بنا ہوا ہے ٹھونکنا پڑتا ہے۔

(نسخہ)

(۱) شکر اسید Citric acid $\text{C}_6\text{H}_8\text{O}_7$

پیرنگیک اسد

آب مقطر ۱۲ اونس

سفر مندرجہ بالا کو پیرو سولوشن کہتے ہیں اور
 یہ سب کے لیے شیشہ بھینٹیں ڈالنے کے ذریعہ

Ammonium
De Romide
Liquor Ammoniac

۳۰ ڈرام

۴۰ ڈرام

۱۱۰ - اونس

امونیم پر دمائید

لیکچر امونیا

اب مقطر

یہ نسخہ دوم ہے جبکہ امونیا سلوشن کتے ہیں یہ نمبر
دوم کا جو بعد پر سلوشن کے ڈالا جاتا ہے یہ نمبر
سلوشن بوزن ایک ایک ڈرام نمبر (۱) و (۲) اول
دوم اوسمین ۲- اونس پانی ڈاکٹر گلاس مین
ٹا کر شیشہ پر ڈالنا چاہئے مگر اول آدھے سے زیادہ
اسطرح ڈالنا چاہئے کہ کل سطح پر یکساں رہے ورنہ
واغ پڑنے کا خوف ہے بعد ازاں رکابی کو آہستہ
آہستہ اٹھانا تاکہ تیزاب شیشہ پر دوسرا دوسرا ہر
تقریب منٹ یا توبہ منٹ کے شیشہ پر لغویر نمایاں ہوگی
اور سیاہ ہو جائے گا دوم ہو جائیگی جب کہ سیاہ
ہو جانے رکابی مین اوس شیشہ کو نکال کر سرخ
روشنی کہ اوس سرخ جڑے مین رکھی جاتی ہے اوسکی
طرف شیشہ کی لپٹ کر کے دیکھنا چاہئے اگر لغویر
نہ ہو کہانی نہ دے تو تھوڑی دیر کے بعد دیکھو

Plate

اوسی تیزاب میں ڈال دینا چاہئے۔ جب تصویر بالکل صاف نظر آئے اور یہ ملائم زیادہ نظر نہ آوے فوراً نکالنا چاہئے بعد اوس کے اس پلیٹ سے شیشہ کو باہر نکال کر اپنی ٹوٹی کی دیوار سے جھڑک کر شیشے میں مصالحہ لگا دینا چاہئے۔ جب اس سے فراغت ہو جائے دوسری رکابی میں جبین پشگری کا پانی تیار ہو دالنا چاہئے جو صوب ذیل مرکب ہوتا ہے۔
 پشگری سائیدہ دو چٹانک۔ آب ایک آنہ
 ان دونوں کو ملانے سے پشگری کا تیزاب تیار ہوتا ہے جب شیشہ اس تیزاب کی رکابی سے تقریباً ۵ منٹ کے بعد دور کیا جائے تو فوراً شیشہ کو پانی سے صاف کرنا چاہئے۔ اب شیشہ کو تیسری رکابی میں جبین ہائیڈروکسائیڈ کا محلول تیار کر کے ڈالنا چاہئے اس قدر ڈالنا چاہئے

کہ وہ شیشہ ڈوب جائے اس تیزاب میں ڈالنے
 سے شیشے کی پشت کی سفیدی جیسے پیلاہن کٹ
 جا گیا اور جب پشت بالکل سیاہ ہو جائے تو
 شیشہ نکال لیا جائے اور اس شیشہ کو ہاتھ میں
 لیکر ہسٹنگ برابر پانی کی دھار اور سپر جوڑی
 چاہئے بعد ازاں اس شیشہ کو صاف پانی میں
 چند عرصے تک ڈوبا ہوا رہنے دینا چاہئے بعد
 لکھ کر دھو کر خشک ہونے کے بعد جہاں پر گر وغبار
 نہ ہو کسی چیز کے سہارے سے کھڑا کر دینا چاہئے
 جب بخوبی خشک ہو جائے اور سپر روشن لینے دار
 ٹاننا چاہئے تاکہ چاہئے میں خراب نہ ہو جائے
 وارنش ڈالنے کا یہ طریقہ ہے کہ اول آئینہ کو
 صاف کوئلہ کی آگ پر استعد گرم کرنا چاہئے کہ آہ
 برداشت کر کے بعد اسکے آئینہ کو بائیں ہاتھ
 میں پکڑ کر دایہ ہاتھ میں شیشہ وارنش کے
 آئینہ کے درمیان استعد وارنش ڈالا جاوے
 کہ وہ کل آئینہ پر پھیلنے کے لیے کافی ہو اور سکو

آہستہ سے آئینہ پر پھیلاتے ہوئے ایک کونہ پر لاکر
 باقی کو شیشہ میں لینا چاہئے آئینہ کو تھوڑا حرکت
 دینا چاہئے تاکہ وارنش کے ٹکڑے ہونے پاویں
 اس کام کے لیے شیشہ دس گراہے کسی پیشہ ور منظور
 کو اس کام کے لئے دقت دیکھنا ضروری ہے۔

فصل ششم

(کاغذ پر تصویر کچھ پانا)

Duplicate کاغذ پر تصویر کا چاپنا بہت مفید شیشہ ڈیپلیٹ
 کرنے کے نہایت آسان ہے اس کے واسطے چاندی
 کا تیراب چڑھا ہوا کاغذ لے کر پائے کی ترکیب
 نیچے لکھی جاتی ہے دیکھا جاتا ہے اور اس کو
 انگریزی میں *the silvering process* کہتے ہیں۔ اول تو
 کاغذ کے کھوکھلے شیشہ کرنا پڑے گا پھر چاہئیں۔

ہو کر روشنی سے بچانا چاہئے تاکہ ایک کاغذ کے
 گیس میں رکھ کر اس کو سیلہ پڑے سے لیٹ دو۔
 جب تصویر کا شیشہ بالکل سوکھ جاوے تو اس کو
 پر شنگ زیم میں رکھو اور اس کے مصالک کے سطح کے
 اوپر لٹنا دیکھو اور اس کاغذ میں سے ایک ٹکڑا لیکر
 جس کو جگہ دار سطح شیشہ کے مصالک کی طرف ہونی چاہئے لکھو
 اس کے اوپر چار پانچ تہ سیاہی چٹ کاغذ لگا دو
 تاکہ کاغذ شیشہ پر چھوڑ ہو کر لگ جائے۔ ایشہ کہتے
 کہ باہر لاکر رکھ دو۔ جب شیشہ پر روشنی پڑے
 تو اندر کے کاغذ پر عکس آنا شروع ہو جاوے گا
 چھ کٹھ کو ایک دو مرتبہ کو کر امتحان کر لینا چاہئے
 تاکہ کاغذ پر تصویر زیادہ سیاہ نہ ہو جائے اور
 اس کی ترکیب یہ ہے کہ یہ کٹھ کی آدھی طرف سے
 ڈھکن کو کھول کر آدھی تصویر ایک مرتبہ اور اوپر
 آدھی تصویر دوسری مرتبہ دیکھ لی جاتی ہے اگر کافی
 سے سیاہی نہ آئی ہو تو پھر تیسرے مرتبہ دیکھو

رکھ دو۔ اگر آئینہ ہلکا یعنی گہری سیاہی نہ ہو
 تو اس کو سایہ میں رکھ کر چاہنا واجب ہے ورنہ
 تصویر زیادہ سیاہ ہو جائیگی۔ اس طرح جب قدر
 تصویریں چاہنی منظور ہوں چاہتے کر ادنی کاغذ
 کے ٹکڑے چسپ بند کر کے رکھ دو۔ جب دس بندہ
 تصویریں چسپ تیار ہو جاوےں ایک بڑی رکابی
 میں صاف پانی بھر کر ان تصویروں کو اس کے
 سطح پر اولٹا دینا چاہئے اور ہاتھ سے تپ تپانا
 چاہئے کل پانی سفید رنگ کا ہو جائے گا اس
 پانی کو کئی مرتبہ بدلنا چاہئے جب بالکل سفیدی

عمل جاوے تو تصویروں کو ٹونگ سولیوشن میں
 ڈالنا چاہئے۔ اس سولیوشن بنانے کے لیے
 نسخہ ہے۔

(نسخہ ٹونگ سولیوشن)

لوہا اور ان گولڈ ۵ ڈرامہ یعنی ۵ گرام
 ۵ ڈرامہ یعنی ۵ گرام

۲۔ ڈریم
Acetate of Soda

ایسٹ آف سوڈا

۱۵۔ لکوس

اب تھل

اسکو ایک روز بیشتر استعمال کے بنانا چاہئے اور کام
ہو جانے کے بعد ٹیشے میں بھر کر آئندہ استعمال کے
لیے رکھ دینا چاہئے جب ہر جب ضرورت ہو تو مر

Chloride of Gold

سولڈ گولڈ یعنی گولڈ امدان گولڈ بمقدار
تصویر دینے کے بلکہ کام لانا چاہئے ایک تختہ کاغذ

Gold Solution

کے لیے ایک گھن گولڈ سولوشن کافی ہوتا ہے
تصویریں جیسو قہت دھو کر پانی سے نکلانی جاتی ہیں
اور سوخت رخ رنگ کی ہوتی ہیں اور ٹونگ سکون

میں ڈالنے سے سیاہی شہد ہو جاتی ہے
جب تصویریں جاسی رنگ پر آجاوین تو اون کو

کمال ہو اور پھر کئی مرتبہ پانی سے دھونا چاہئے

Fixing Solution

ماکہ ٹونگ سولوشن کا اثر جاتا رہے اسکے

Fixing Solution

بعد ایک رکابی میں فکسنگ سولوشن بھر کر
تصویر دنگو او سین ڈالو اور قریب پندرہ منٹ کے

پھر پانی میں ڈال دے دو اور ہلانا رہو تاکہ علیحدہ ہو جائے

رہیں اور مصالح کا اثر سب پر برابر ہو جیت یہ
بالکل صاف نظر آنے لگیں تب اونکو باہر نکال کر
خوب اچھی طرح پانی میں دھونا چاہئے اور ایک
دوسری رکابی میں صاف پانی پر کر رات بھر آؤں
پڑا رہنے دو صبح کے وقت پانی سے نکال کر سفید
سیاہی چٹ کاغذ میں داب کر خشک کر لو اگر تصویریں
پر پانی لپٹنے لگنک سولیوشن کا ذرا سی اثر باقی
رہا دے گا تو خشک ہونے کے دو ایک روز بعد
پیلی ٹیر جاوین گی۔

ٹیسنگ سولوشن ٹکسٹک سولیوشن بنانے کی ترکیب
ہائیڈرسلٹائیٹ آف سوڈا
۴ اونس (۱۰۰ گرام) ۲۰- اونس
آب

اسکو کام میں لا کر پسندینا چاہئے ہر وقت تازہ بنانا
چاہئے اب ان تصویروں کو جو کہ کاغذ کا پرچہ
کر لینا چاہئے۔ تصویریں چکانے کے واسطے
لیواریٹ استعمال کرنا چاہئے۔

فصل ہفتم

(آلات و تیزاب جو کہ تصویر کھینچنے میں دیکھا جاتا ہے)

Camera, lens + tripod	(۱) کیمرا لنس و تپائی
Calico	(۲) سیاہ کالیکنوز کس لینے کے واسطے ۲ درجہ
	(۳) بوتل خود د شیشہ و آب کے ۴ عدد
	(۴) ایضاً کلاں ۴ عدد
	(۵) تانبے کا گلاس چار انچس کا ۱ عدد
	(۶) ایک اونس کا ۱ عدد
Printing frame	(۷) پرنٹنگ فریم یک
	(۸) رکابے خورد ۱ عدد
	(۹) ایضاً کلاں ۲ عدد
	(۱۰) سیخ تھپتے کی لالٹین یک
Dry plate	(۱۱) ڈرائی پلیٹ کینڈلر
Albumenized paper	(۱۲) البومنائزڈ پیپر ۳ تختہ
Mixture of Silver	(۱۳) ماسٹرٹ آف تنکور یک اونس کا

اعدد	(۱۳۱) ۳۳ سینگل گلاس دو لونی
اعدد	(۱۳۲) بطور آب
<i>Paragallena</i>	(۱۳۳) بازو گیک اسٹ
<i>Citric acid</i>	(۱۳۴) ٹیکسٹورسٹ
<i>Hypo Sulphate of Soda</i>	(۱۳۵) ہائپوسلفٹ آف سوڈا
	(۱۳۶) آب مقطر
<i>Ammonium B romide</i>	(۱۳۷) امونیم بروائیڈ
<i>Liquid ammonia</i>	(۱۳۸) لیکر امونیا
<i>Chloride of Gold</i> ادرین گولڈ	(۱۳۹) کلورائیڈ آف گولڈ
<i>Acetate of Soda</i>	(۱۴۰) اسیٹٹ آف سوڈا
اعدد	(۱۴۱) ترازو معہ اوزان انگریزی
۱۲ تختہ	(۱۴۲) سیاہی چٹ کاغذ
<i>Lead</i>	(۱۴۳) کارڈ تصویر چاہنے کے واسطے
<i>Letter paper</i>	(۱۴۴) نقیشتہ کے کیپ (۱) معہ قلم پیچی
	عزت تصویر کشی کے نقیشتہ منسلق قبل باب کے
	درست ہونے
<i>Cart de melle</i> کارڈی مٹلے	۳ +

Cabinet	کینٹ	۶ ۱/۲	۱ ۲ ۳/۴
Fall plate	عمار قون اور دیو اور دوا	۷ ۱/۲	+ ۵
	فل پلیٹ یعنی پتھر کا تیشہ	۸ ۱/۲	۶ ۱/۲

(۱۸ + ۱۶) (۱۵ + ۱۲) و (۱۰ + ۸)

(۳۰ + ۲۳) وغیرہ وغیرہ -

Aluminium Selection
 چھاپنے کا کاغذ جسکو انگریزے میں البومنا نرڈ پپر کہتے ہیں اس کے اوپر چاندی کا سلوشن لگایا جاتا ہے اور اس کے بنانے کی ترکیب -

Nitrate of silver
 نیٹریٹ آف سلور
 اب قطر ۳۰- اونس
 Grain
 چھپنے کا کاغذ ۴۰ گرین فی اونس اب قطر اسکو
 Dish
 ایک آئینہ کے ڈش میں رکابی میں چھانکرو اسکو
 اور پر کاغذ کر رہ بالاکو جطرف اندر سے کی سفید
 کا روغن رہتا ہے۔ سلوشن آہستہ ڈالنا چاہئے

اور اوس کے کو نو نیپر اور بکلیہ کے اشارے سے
 ایک منٹ تک دبائے رہنا چاہئے تاکہ لپٹ کے
 گول نہ ہو دسے بعد میں وہ حق پانی کے اثر
 سے سید با پیل جاوے گا دو یا تین منٹ
 تک موافق موسم دگرما کے سروس پر مشتمل
 چاہئے اس طرح میں ایک کونا اوٹھا کر دیکھنا چاہیے
 کہ بلبہ تو نہیں لگیا اگر کیا تو اس کو پونک کر شادیا
 چاہئے بعد ازاں کاغذ کو آہستہ سرکالی کے جٹ
 کنارے کے سہارے سے باہر کھینچ لینا چاہئے
 پورا اس کو سیاہی چٹ کاغذ کے اندر دبا کر غمی کو
 نکالتا چاہئے اور ایک چٹ لٹری کا جو کہ ایک
 رسی میں لٹکا رہا ہے او میں کنارے پر لگانا
 چاہئے جب اچھی طرح سوکھ جاوے اس کو
 کاٹ کر حسب ضرورت کام میں لایا جاوے۔

راقسم
 راجہ ملی منوہر

حکیم شقراط کے مختصر حالات

قدیم زمانہ میں ملک یونان میں کثرت سے بڑے بڑے نامی حکیم گذرے ہیں جو عام طور پر علوم و فنون کے موجد سمجھے جاتے ہیں۔ اب ہم اس جگہ کے کچھ دلچسپ حالات بیان کرینگے جو ادن میں بہت ہی مشہور سمجھا گیا ہے اس کے علم و فضل کی تعریف میں زیادہ قلم فرمائی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ خلاطون جیسا نامی مصد حکیم اوسکا ایک شاگرد تھا اور وہ اوسکی شاگردی کو اپنا فخر جاکر یہ کہتا تھا کہ ”خدا کا فضل میرے شامل حال ہے جو میں حکیم شقراط کے زمانے میں پیدا ہوا اور اوسکے شاگردوں کی فہرست میں اپنا نام لکھایا۔“

یہ مصد حکیم شہر اسپینہ دار السلطنت ملک یونان میں پیدا ہوا۔

شقراط ایک فلسفہ پسند شخص تھا اور جسک پانچویں صدی قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ اس کا نام ملک یونان میں کوئی شہر اسپینہ کے برابر مردم خیز نہیں تھا کیونکہ بحر چند سال کے بعد ہی سبارک شہر میں پیدا ہوئے۔

سقراط کو اپنے باپ کے ذہن لطافت میں تربیت پانچا سو تیس نہیں ملا کیونکہ وہ بہت ہی کم سنی میں یتیم ہو گیا تھا چوںکہ اوسکا باپ تجارت کرتا تھا اسلئے وہ ہی اپنے باپ کے پیشہ تجارت کو بہت جلد سیکھ گیا۔ اور نہایت خوش اسلوبی سے اوسکو انجام دیتا تھا۔

جب اوسکو تحصیل علم کا شوق ہوا تو وہ فیثا غورڈس کے محلہ درس میں شریک ہوا جو اوس زمانے میں بڑے صاحب علم اور نامی حکیم تھے۔ حکیم فیثا غورڈس صرف اپنی یاد پر زبانی تعلیم کرتا تھا اور علوم کو کتابوں میں لکھنے سے منع کرتا تھا۔ کیونکہ اوسکی رائے یہ تھی کہ علم کو عوام میں شائع نہیں کرنا غرضکہ سقراط بھی اسی قسم کی تعلیم کے سانچہ میں دلا ہوا تھا۔ اور اوسنے سقراط کو تعلیم کی تھی کہ بجز مخصوص اور متعدد لوگوں کے عوام کو دولت علم سے مالا مال نہ کیا جائے چوںکہ حقیقت میں فیثا غورڈس کا یہ طریقہ تعلیم علاوہ نامناسب ہونیکے علم کا بھی تھا کہ فیثا غورڈس اس طریقہ تعلیم کے متعلق اعتراض کر کے یہ کہا کہ آپ مجھ کو علم کو کتابوں میں لکھنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے ہیں کہ میں اپنے معلومات سمورے کو کتابوں میں کہلوں تاکہ اوس معلومات کے قوت مافظہ سے مزائل ہو جائے پر انکی مخالفت کا ایک قوی سبب ہو سکے۔ اور نتیجہ جواب ہوا کہ علم ایک جوہر نفیس اور پاک پیر ہے اور اوسکے رکھنے کے لیے کوئی ایسی ہی

فیثا غورڈس کی نسبت یہ خیال کیا گیا جو کہ وہ سلیمان بن داؤد عظیم السلام کا لکھتا تھا۔

تیکہ جہی چاہئے جیسی کہ اسکی ذات ہوا سنے میں دل زندہ کو اسکا مقام قرار دینا
 جو ہر طرح ایک مقام ہے۔ برخلاف اسکے میں کبھی اس ہمار کو جائز نہ رکھو گا کہ اسکو
 ایسے پاک مقام سے نکال کر ہایم کے مردہ پوست میں اسکو قید کیا جائے جو کہ ایک
 غیر نفس اور ناپاک جگہ ہے۔ بالفرض اگر ایسا کیا جائے تو اس میں کمی طرح کی تکلیف اور
 تباہی پیدا ہوتی ہیں۔ اسپر اسنے بطور تمثیل کے سقراط سے یہ کہا۔ مثلاً اگر کوئی
 شخص عام اس سے کہ دم تمہیں ہو یا سائل راہ میں یا ایسی جگہ اور وقت میں جہاں کہ اور
 جبکہ تیرے پاس کوئی کتاب نہ ہو تیرا امتحان لینا چاہیے یا کوئی ضروری مسئلہ پوچھے
 لگو کیا یہ امر تیرے لئے زیبا ہے کہ جواب دینے کے لئے تو اس سے مہلت طلب کرے
 اور ایک دیر کے بعد اسکا جواب دے جو کتاب دستیاب ہونے پر منحصر ہوگا۔
 اس طرح کی پابندی میں تو مجیب اور سایل دونوں کو بے انتہا تسکین برداشت
 کرنی پڑے گی اور دونوں کا ایک بیش قیمت وقت ضائع ہوگا۔ لیکن جو شخص میری
 پر عمل کرنا چاہے اس کے لئے بیشک ایک اور امر کی ضرورت ہے اور وہ قوت حافظہ
 ہے۔ البتہ اسکی صفائی اور استحکام میں کوشش ضرور ہے۔ پھر جواب دینے کیلئے
 نہ کتاب دیکھنے کی ضرورت باقی رہے گی اور نہ مہلت طلب کر سکی۔

مورخین کا بیان ہے کہ سقراط تا دم مرگ اپنے استاد کی وصیت

!! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک کبھی کاغذ بنانا نہیں آتا تھا۔ اسلئے اس زمانہ
 کے لوگ چرم اور درخت کے تھون وغیرہ پر کچھ لکھ لیا کرتے تھے۔

رجل کرتا رہا اور وہ اوسکا یہ فیوض و بھیرے ہیں کہ شہر و دیہات ہی علم کو کتا بون میں نہ دیکھیں
 اور نیکی اجازت نہیں دیتا تھا اور خود اوسنے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی بلکہ وہ
 صاف طور پر اور تعریف کے ساتھ ہی علمی مسائل کو بخیر بیان کرتا تھا۔ چنانچہ وہ کہتا
 ”کوئی زمانہ ایسا نہیں پایا جاتا جس میں موسم بہار پایا نہ جاتا ہو“ نظام اس قول کا
 مفہوم یہ ہے کہ ہر ایک زمانہ میں موسم بہار رہتا ہے حالانکہ یہ خلاف واقعہ ہے کیونکہ ہر
 ہفتے کے لئے کوئی وقت بہار کا ہے تو کوئی خزان کا ہے۔ مگر اس بیان سے انکی
 راویہ تھی کہ کتاب فضل و نہر (جو بجائے خود موسم بہار کے قائم مقام ہے) برکت
 ہو سکتا ہے کیونکہ آدمی اپنی عمر کے ہر ایک حصہ میں علم حاصل کر سکتا ہے۔

اوسکا یہ ہی قول تھا کہ سیاہ چیز (تخم) کی زراعت کر کے
 سفید چیز کاٹ لو، نظام اوسکا یہ قول ہی ایک مہل اور بے معنی ہے لیکن اس
 مقصد اوسکا یہ تھا کہ رنج و لبا کا تخم لو کر اوس مدت سے رحمت و سرور کا پھل
 نکلے۔

اوسکا قول تھا کہ ”پانچ سو اڑھن کو بند کرنا چاہئے تاکہ سکن علت کا
 روشن ہو سکے“ لیکن اس سے اوسکا مقصد یہ تھا کہ جب تک حراس غسٹا ہری کو
 غیر نافع چیزوں کے داخل ہونے سے بند نہ کریں تب تک سفید بون کا نور و روشن
 پیدا نہیں ہو سکتا۔

وہ یہ بھی کہتا تھا کہ ”اومی کوترا زو سے تجاوز کرنا نہیں چاہئے“ گو اسکا
 یہ قول ہی بظاہر ایک لغو معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس بیان سے اسکا مطلب یہ تھا کہ آدھیا
 کو حق بات کو کبھی تجاوز نہیں چاہئے گو جان ہی جاتی رہے ۔
 غرض کہ اس کے بہت سے اقوال اسی قسم میں جس سے بظاہر معلوم
 ہوتا ہے کہ وہ ہی فیثا غورث کی طرح اشاعت علم میں نکل سکتا تھا۔ اگر حقیقت میں معلوم
 کا طریقہ تعلیم ہی ایسا ہی تھا تو اس کے علم و فضل کا دامن ہی اسی عیب وار اور
 بدناما و بہتے پاک نہیں ہو سکتا۔ مگر اس کے بعض طریقہ عمل پر غور کرنے سے
 معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہرگز اس طریقہ کا پابند نہیں تھا گو اس نے فیثا غورث کی
 خاطر سے اس وقت اس کی رائے سے اتفاق کر لیا ہو۔ کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ وہ
 اس عجیب طریقہ کے سدود کرنے کی نسبت اعتراض کر کے پرخوری اور سپر
 عمل کرتا۔ چنانچہ وہ فیثا غورث کے بعد اس طریقہ کا بالکل پابند نہیں رہا
 بلکہ اس نے بغرض اشاعت علوم عام طور پر تعلیم دنیا شروع کیا۔ اور اس بیان
 ہی اس امر کا ثبوت کافی ثابت ہے کہ سقراط کے مرنے پر اس کے اور اس کے

بچاؤ فرین کو آئندہ معلوم ہو گا کہ بڑے اشتغال کے ساتھ اس قبل پر عمل کرتا رہا بلکہ وہ
 اس کی تعلیم میں اپنی جان ہی دی ۔

تیار کر دئے شاگرد قریب بارہ ہزار کئے تھے !!! علاوہ اسکے اوسکے ان چہند
اقوال سے جو بطور پسیلون اور چستان سکے بیان ہوئے ہیں۔ اوسے اوسکا است
علوم میں بخل کرنا ہرگز نہیں سمجھا جاسکتا۔ ممکن ہے کہ اوسنے بطریق لطیفہ کوئی سکے چھت
اقوال کو چستان یا معمر کے یہ ایہ میں بیان کیا جو ایک دل نرس کن طریقہ ہے۔ اور
یہ جو لکھا گیا ہے کہ سقراط نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ یہ بی غلط ہے۔ اسکی تصنیفات میں مفصلہ
ذیل کتابیں بیان کی گئی ہیں۔ دسار فی المقامیہ میں السنۃ والتخلیۃ (حکومت عظیم کا
اسکی کتاب کہنا چاہئے) کتاب معاتبۃ النفس۔ مقالہ فی السیارت۔ دسار فی التخیل
(کنز فی عیوان الانبیاء جلد اول صفحہ ۴۹)

(سقراط کے اخلاق۔ عادات وغیرہ)

اوسکو اپنے باپ کی میراث سے چار سو دینار (وہ سکے جو اوسوقت رائج تھا) ملے تھے
لیکن اوسنے اپنے ایک دوست کی ضرورت ظاہر کرنے پر وہ سب نقد دیدیا۔ وہ کسی
سوال کر نیکو بہت معیوب بناتا تھا۔ گو لوگ خوشی سے اسکو بہت کچھ دینا پیا۔ تب بھی مگر وہ ہر
نہیں لیتا تھا چنانچہ فرمانروا فیضی (ارکلاس) نے اوسکو بہت مال دینا چاہا لیکن
سقراط اسکے لینے سے ہر بار انکار ہی کرتا رہا۔ اور ہر وقت یہ کہتا تھا کہ مجھ کو تیرے مال کی
ضرورت نہیں ہے۔ وہ کسی ایذا رسانی سے بھی آزرہ خاطر نہیں ہوتا تھا چنانچہ

!!! عیوان الانبیاء۔ جلد (۱) صفحہ (۴۹)۔

باہل نے اور سکے منہ پر تپڑ مارا بجائے اسکے کہ سقراط ہی اور سکے بدلہ میں تپڑ مارتا
 مایت جبر و تحمل کی کام لیا اور سکر کر چپ - گیا - یہ تو ایک اجنبی شخص کا حال ہے
 لیکن وہ ان لوگوں سے ہی اپنی ایذا رسانی کا بدلہ نہیں لیتا تھا خیبر اور سکر زور چل سکتا تھا
 مانچہ وہ اپنی عورت (ریختی) کی ایذا رسانی پر غایت و بھرہ برکتا تھا - جو ایک بدخلق
 نذراج اور زبان دراز عورت تھی

سقراط بڑا عابد - نعمت پسند - تغلی الاکل و الشرب اور صام و صبر
 نما وہ علم بالزہ کو دنیا و مافیہا پر ترجیح دیتا تھا - عائشان اور خوشنما عمارات میں
 رہنا پسند نہیں کرتا تھا بلکہ ایک ٹوٹے ہوئے مکان میں زندگی بسر کرتا تھا
 وہ ہمیشہ موت کا خیال رکھتا تھا حوادث زمانے سے وہ بالکل نہیں گھبراتا تھا
 قیامت کے کہنے میں نہایت ثابت قدم تھا -

سلاطین یونان میں یہ رسم قائم مقام قانون کی قرار پائی تھی کہ جب کبھی
 اوکو کسی قیسم سے مقابلہ کرنے کا اتفاق پڑتا یا خود سفر کو جایا کرتے تو ایک حکیم کو
 ہی اپنے ساتھ لیا جاکرتے تھے - سقراط کے پادشاہ عصر کو ہی ایک سفر درفشیا
 اور سقراط کو اپنے ساتھ بچانا مناسب خیال کیا - سقراط کا ہی ایک خاص
 خیمہ تاج نمرل پر اترتے تو سقراط کا خیمہ بادشاہ کے خیمے کے قریب نصب
 کیا جاتا - چونکہ سقراط ریاضت پسند تھا اسلئے وہ خیمہ میں نہیں رہتا تھا وہ رات
 کو جاٹے کی سردی میں پڑا رہتا تھا اور دن کو آفتاب کی تمازت میں جھٹکتا

صحب عادت سقراط ایک روز اپنے خیمہ کے قریب دھوپ میں بیٹھا ہوا تھا بادشاہ بھی ٹھٹھا ہوا اس کے پاس آیا۔ چونکہ سقراط اس کے استقبال کے لیے اپنی جگہ سے نہیں اٹھتا تو بادشاہ نے کہا تو تو ایسے خیالات میں غرق ہو رہا ہے مجھ کو ہمارے تفہیم کا بھی خیال نہیں۔ سقراط نے کہا میں اپنے قیام حیات کے اسباب کی فکر میں تھا یہ سنکر بادشاہ نے کہا تیرے قیام حیات کے اسباب ہم مہیا کر دیتے ہیں۔ سقراط نے کہا اگر میں یہ جان سیتا کہ میرے قیام حیات کے اسباب تجھ سے مہیا ہو سکتے ہیں تو میں ہرگز تیرے استقبال میں دریغ نہ کرتا بادشاہ نے کہا تو تو نے مجھ کو تیری طرف سے یہ لکھ کر نہیں لکھ دیا ہے کہ تو دیوتاؤں کی پرستش ہی انکار کرتا ہے اور لوگوں کو اس عہد اور نیک کام کے رستے سے منع کرتا ہے۔ اور دیوتاؤں کی مذمت کرتا ہے سقراط نے کہا لوگوں نے میرے بیان کو بد لکھ لکھا ہے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ بتوں کی پرستش میں ملک کا فائدہ ہے اور توفیر خراج کا ایک قوی ذریعہ ہے اور رعیت کی اصلاح اور امن و آرام ہی اسی میں ہے۔ لیکن میرے سے بتوں کی پرستش غیر نافع ہے کیونکہ میں یہ جانتا ہوں کہ ان کاٹ کے پتلون سے نہ میرا ضرر ہے نہ نفع اور میں یہ ہی جانتا ہوں کہ میرا کوئی خالق ضرور ہے جو مجھ کو زندگی پہنچاتا ہے اور وہ انفعال شنیعہ کی سزا اور اعمال حسنہ کی جزا

دینے پر قادر ہر تو پیرا بے تبون کی پریشانی سے جو تپ اور لکڑی سے بنائے گئے ہیں کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ وہ اپنے اعتقاد پر بڑا مابت قدم ہے اور وہ ہرگز اپنے عقیدہ کو نہیں بدلے گا۔ تب سقراط سے یہ کہا کہ اگر تجھ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھ سے طلب کر۔ سقراط نے کہا بالفضل میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے فرادور ہو جائیں تاکہ آپ کا سہرا جو نمبر سے شعاع آفتاب کو روک رہا ہے زایل ہو جائے۔ سقراط کے اس استغنا کو دیکھ کر بادشاہ بہت حیرت میں رہ گیا۔ اور یہ حکم دیا کہ اس کو ایک قیمتی خلعت دیا جائے۔ یہ سکر سقراط بہت ہنس اڑا کہ یہ کیا میری قیام حیات کی یہی اسباب ہیں جنہے مہیا کرنے کا آپ نے ابھی ذکر کیا۔ میں دایسی چیز کو فنا حیات کے اسباب خیال کرتا ہوں۔ مجھ کو ایسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور جن چیزوں کی مجھ کو ہر وقت ضرورت رہتی ہے وہ ہمیشہ مجھ کو حاصل ہیں۔ ایک مجلس میں جہاں سقراط بیٹھا ہوا تھا ایک جاہل بی آیا اور سب اپنی جگہ پر بیٹھ گیا لوگوں نے سقراط کو کہا کیا مجھ کو اس بیچا اور بوجھ پر غصہ نہیں آتا۔ سقراط نے کہا غصہ کا کوئی محل نہیں۔ اسکان کی دیوار میں سب اپنی جگہ پر لیکن نہ کسی کو اون کی برتری کا خیال آتا ہے۔ اور نریخ ہوتا ہے۔ میرے نزدیک جاہلوں کی وقعت گہر کی دیواروں

اور جاو ات سے بڑکے نہیں ہر۔ چونکہ میری ہمت اور علم و فضل کی جگہ ثریا سے ہی اونچی ہے اور اسلئے وقوف کی جگہ نسل اوسکی جاہلی کے ثریا (جو سب سے نیچا مقام) سے ہی زیادہ بہت ہر۔ تو ایسی قدرت میں میرا غصہ کرنا نہ صرف بے محل ہی ہوگا بلکہ میری ایک سخت غلطی کو ثابت کرے گا۔

ایک دفعہ نا ذکر ہر کہ حاکم اٹیکا جسکا نام رسبید تھا سقراط کے سامنے اپنے وسیع ملک اور بے انتہا دولت پر فخر کرنے لگا سقراط کو رسبید کی بجاہشی پر بہت غصہ آیا اور خرافیہ عالم کا ایک نقشہ کھینچا اور اسکے روبرو رکھ دیا۔ اور پوچھا کہ اس نقشہ میں تیرا ملک کہاں ہر۔ وہ اپنے محدود ملک کو دیکھ کر بہت پشیمان ہوا اور اپنی بجاہشی سے سخت ناام ہو ا اور اوسکو اس امر کا اقرار کرنا پڑا کہ بہ نسبت اور ممالک کے اوسکا ملک بہت ہی چوٹا ہر تب سقراط نے کہا پھر تو کیوں نیچی مارتا ہے۔ روے زمین پر کیسے وسیع اور زرخیز ملک ہیں۔ ملک یونان کے مقابلے میں تیرے ملک (اٹیکا) کو کہہ دے دفعہ نہیں۔ اسطرح اور ممالک کے مقابلے میں یونان ہی ایک چوٹا سا محدود ملک ہر۔

(سقراط کی حکمت آمیز نصیحتیں)

کیسے سقراط سے یہ پوچھا کہ علم سے تجھ کو کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اوسنے کہا اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے کہ میں دریا کے کنارے پر صبح و

ہوں اور جاہل لوگ ڈوب رہے ہیں۔
 سفر ادا سے کیسے سوال کیا کہ میں تھک چکا ہوں رنجیدہ اور غمگین نہیں دیکھتا
 ہوں۔ اسکا سبب کیا ہے۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسکے تلف
 ہونے پر مجھے رنج ہو۔

سفر ادا کا قول تھا کہ نفس نفیس (پاک) اور نفس خفیس کی پہچان یہ ہے
 کہ شریف نفس حق بات کو بہت جلد قبول کر لیتا ہے اور نفس خفیس باطل اور
 ممنوعات اشیاء کا طالب و حو لیں ہوتا ہے۔ اسکا قول ہے کہ اگر کوئی
 شخص کسی ایسے علم و نہر کے حاصل ہونے کا مدعی ہو جس میں وہ محض نادانانہ ہمت
 اور سکوخت و لذت کرنی پڑے گی۔ سعدی نے کیا خوب کہا ہے۔

آن شنیدی کہ صوفی سے گوشت زیر تعلین خویش نیخے چند
 آستینش گرفت سر ہنگے کہ بی نفل برستورم بند
 حکیم موصوف کا یہ بھی قول ہے کہ جس کو تم اپنا دشمن سمجھتے ہو اس سے
 احتراز لازم ہے۔ مرد کامل وہی شخص ہے جس سے دشمن ہی بے فکر رہتے
 ہیں۔ اور وہ شخص مرد کامل نہیں ہے جس سے دوست ہی خوف زدہ رہیں۔

دنیا فل آتش فروختہ کے ہے جو کہ شاہراہ میں روشن ہوتی ہے
 جو شخص اس سے ضرورت کے موافق فائدہ لیتا ہے وہ اس کے مفرت سے
 محفوظ رہے گا یعنی راہ چلنے میں اسکی روشنی سے جو کوئی تھوڑی تھوڑی

دو لے گا وہ اور سکے جاسوز شراروں سے محفوظ رہے گا۔ اور جو کوئی ضرورت سے زیادہ اوس سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کریگا اوسقدر اوسکے نقصانات میں مبتلا ہوگا۔ لینے راہ جینے میں جعفر راوسکی قربت کا طلبکار ہوگا اوسقدر اوسکی حرارت سے تکلیف اٹھائیگا اور جگر مر جائے گا۔

سقراط کا قول تھا کہ اگر کسیکو غصہ آئے تو اوسوقت تک دامنِ علم کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے جب تک کہ آتشِ غضب آبِ حلم سے ٹنڈی نہ ہو جائے اور اگر مواخذہ سے غصہ فرو ہو سکتا ہو تو کوتاہی ہی نامناسب ہے۔

جب دوستوں سے ملاقات ہو تو اوسکی تعریف کرنی چاہئے کیونکہ دوستی کا سرمایہ اور مدارِ تعریف و توصیف پر منحصر ہے اور ناشائستہ کلمات عداوت کا مادہ ہے۔ اچھی بات کے قبول کرنے سے خیالِ اس بات کے کہ اوسکا قابلِ ایک حقیر ہے کبھی نہ ٹھکانا چاہئے۔ اسپر اوسنے یہ مثال دی ہے کہ موتی کی قیمت غواص کی ذلت سے کم نہیں ہوجاتی ہے۔ جرنیخ سے جیہ سے ولی محبت رکھتا ہو تو جیہ اوسکے ساتھ خلسا سے رہا کر۔

جب آدمی میں کسیکے ساتھ نیکی کرنیکی قدرت نہیں ہے تو اوسکی برائیوں کو ظاہر نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر فائدہ پہنچانیکی استطاعت نہیں ہے تو عرضِ اخلاقی سے پیش آنا چاہئے۔

آدمی کا بجز تین چیزوں سے غور اپجانا جاسکتا ہے۔ ایک یہ کہ نفس کی مصلحتوں کی طرف التفات نہ ہونا۔ دوم شہوات نفسانی کی مخالفت کا کم ہونا۔ سوم عہد یوں کی باتوں پر خواہ مخواہ وہ معلوم ہوں یا نہ ہوں عمل کرنا۔

جو لوگ چہ تسم کی صفات سے تصف ہوں اور گو کہ بھی عتاب دولت سے نجات نہیں مل سکتی۔ کیہ دور۔ حاشہ۔ وہ تو نیکو جو فقر و درویشی سے ڈرے وہ کم ہمت آدمی جو مراتب عالی کا طالب ہو اور جبکہ حصول اس کی ہمت سے بالا ہو۔ اور وہ جاہل کہ عالموں اور ادیبوں کی صحبت میں بٹھا کر سے۔ اور تو نیکو تو عہد اور نہ ان لوگوں سے کسی قسم کی امید ہو سکتی ہے۔ صاحب سخن کیا حذب کہا ہے۔

اسید فیض زل و دوستان بھر مکتبہ کہ نونہاں کیا طاقت نمر وارو
 کہنے سقراط سے پوچھا کہ دن بھر تو تعلیم و تعلم میں مصروف رہتا ہے اور
 تو نیکو تو اس کی رغبت دلاتا ہے۔ اور رات بھر فقر و درویشی میں بسر کرتا ہے۔
 پیر علم حکمت کو تجھے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ سقراط نے کہا رشک و عہد کی آویزا
 رنج سے جیسے جھکو میری نسبت ہے۔

فلاطون نے سقراط سے یہ سوال کیا کہ تھابہ کون ہے
 اور آدمی کے کام کب ضایع بھیجے جاتے ہیں۔ اور اسے قمار سے کمال نعمت
 کی تلافی کیونکر ہو سکتی ہے۔ سقراط نے جواب دیا تین آدمی واجب الیم ہیں

ایک وہ نیک آدمی جو زندگی میں خدمت کرے کیونکہ اس کو اس حالت میں
نعمت نصیبین بر داشت کرنی پڑتی ہیں۔ دوسرے وہ عقل مند جبکہ مادی جاہل ہو
کیونکہ اس کو سب ہی ہمیشہ رنج و غم میں بسر کرنا پڑتی ہے۔ تیسرے وہ سخی آدمی جو کہ
نہ کم الطبع کا محتاج ہو۔ اور نہ سخی کے کام اور وقت ضائع بھی جاتے ہیں جبکہ
وہ مدد پرستی تدبیر پر عمل نہ کرے۔ اور اس شخص کی صلاح و مشورہ پر عمل کرے
میر عمل نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تلافی کثرتِ شکر۔ ان شاء اللہ
اور احتیابِ ملامی سے ہو سکتی ہے۔

ایک منہزم (جنگ سے ہار گئے ہوئے) سے کہا گیا کہ جنگ سے ہار گیا
بہت ہی نامناسب اور مذموم ہے اس نے جواب دیا کہ موت نہریت سے زیادہ
بڑی چیز ہے۔ سقرانے کہا حیات کو موت پر اور سیوقتِ فضیلت دیا جاسکتی ہے
ایسی کہ اس موت سے نجات پانے میں سرت بخش حیات حاصل ہو سکے۔
لیکن وہ حیات جسکی نعمی سے آدمی معرضِ ہلاکت میں پڑے۔ ایسی زندگی پر
بھی کو فضیلت دیا جاسکتی ہے۔

سقرا نے اپنے ایک شاگرد سے کہا اے عزیز اگر مجھ کو عورتوں
کی محبت کے بغیر تمام مذہم کے تو تو اسے آنا ملاپ رکھ بیٹھ کہ کوئی شخص
تخف ضرورت کیوقت مردار کہا نہیں ہے۔ اگر وہ ضرورت سے زیادہ

کا استعمال کرتا ہے تو بہت عیب اور اسکی محبت میں خلل پڑتا ہے آخر ملاکت کی تربیت پہنچنی ہی۔

نفاذ کن کو ایک سفر درپیش تھا۔ وہ کچھ نصیحت کیجئے کی غرض سے سفر ادا کے پاس آیا اور اتنا سس کیا کہ میں سفر کر جاتا ہوں آپ جھک کر نصیحت کیجئے جیسے عمل کرنے سے بھی نائدہ حاصل ہو۔ سفر ادا نے کہا راہ میں جو پہچانت دار ملے اوس سے تو بدظن نہ ہو۔ اور شخص شے سے جھکو کہ تو پہلے سے نہ پہچانتا ہو بدگمان اور خوف زدہ رہا کر۔ اگر راہ میں کوئی بد اخلاق تیرا ساتھی ہو جائے تو اسکی محبت سے احتراز لازم ہے۔ اور رات کو اپنے مقام سے قدم باہر مت رکھ۔ اور نباتات کے خرہ چکھنے سے جھکی طبیعت اور مزاج سے تو واقف نہیں ہے احتیاب بہتر ہے۔ اور اون گم گذرا ہوں کو نہ جاہنگی مسافت توڑی ہے۔ اور شوارع عام سے اندیشہ مت کر گو کہ مسافت دراز ہو۔

سفر ادا کی مدد کے یہ الفاظ تھے من غلب عقله هوا ۛ فاقضه
جبکی عقل پر خواہشات انسانی کا غلبہ ہو وہ رسوا ہوگا۔

(سقراط کا مذہب۔ اور اسکے قتل کے اسباب۔ مدت عمر۔ وغیرہ کا خلاصہ)

سقراط کا مذہب وحدت الوجود کا قائل تھا۔ اور دنیا سخی ارواح کا ہی وہ معتقد تھا۔ ہمیشہ سے عوام الناس کی یہ عادت رہی ہے کہ جب کوئی اور شخص قدیم رسم و رواج اور اعتقادی امور کے متعلق کوئی نئی بات کہتا ہے تو وہ اور اسکے دشمن ہو جاتے ہیں کیونکہ عادت اور کئی طبقتوں میں اس قدر بہت ہو جاتی ہے کہ جس کی وجہ سے او کو ایک دم کے لئے اور کئی اصلاح کا خیال ٹھک نہیں آتا۔ چونکہ حکیم سقراط اپنی قوم کی ذلیل حالت کو (جو ایک بہت پرستی میں مبتلا تھی) دیکھ کر بہت جلتا تھا۔ اور ان کے برخلاف خدا سے واحد کی پرستش کا خیال لوگوں کے دلوں میں جانا چاہتا تھا۔ اس لئے پوچار یون نے جبکہ عوام الناس اپنے مذہبی پیشوا سمجھتے تھے بخیال اس امر کے کہ سقراط کی پر زور تقریریں (جو ہنوں کی خدمت میں ہوتی تھیں) ہماری آہنی کی راہ کو ضرور بند کر دیں گی اور ہم کو اور کئی ایذا رسانی پر آمادہ کیا۔ پس اہل لوگ اور کئی ایذا رسانی کے اور پے ہوئے اور اس کو سخت تکلیفیں پہنچانا شروع ہو گئیں۔ تیسرون (جو تماشاکار ہوں) میں اور کئی نقیض ہونے لگیں۔ تاہم سقراط اپنے اپنے اعتقاد پر جابر اور اون تکلیفوں کی اون سے کچھ پرواہ نہ کی اور برابر خلق کی بہایت میں مصروف ہوا۔

آخر کار کا ہنوں نے مذہبی عالموں سے اس کے کفر و کجی

یہ فتوے حاصل کیا اور ہون نے اسکو واجب القتل قرار دیا اور سقراط پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ بتوں کی مذمت کرتا ہو اور لوگوں کے اخلاق بگاڑتا ہو۔ چونکہ بغیر بادشاہ کے حکم کے کوئی شخص قتل نہیں کیا جاتا تھا اس لئے وہ حکم بغیر تکمیل اور نفاذ اس حکم کے بادشاہ کے پاس بھیجا گیا۔ اور بادشاہ کو مجبور قضا کی رائے سے اتفاق کرنا پڑا۔ چونکہ بادشاہ سقراط کی بڑی عزت کرتا تھا اس لئے اس نے سقراط سے کہا کہ اب میں سب کی رائے سے خلاف نہیں کر سکتا ہوں لیکن میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ تو اپنے اعتقاد کو بڑے جہمیں تیری جان بھری ستھر ہو۔ سقراط نے کہا یہ تو مجھ سے کبھی نہ ہوگا کہ خدا سے واحد کی عبادت سے باز آؤں اور ان بیجان کاٹ کے تیلوں کی پرستش کروں اور خلق کو گمراہ کروں۔ مجھکو اپنی ہلاکت کا بالکل خوف نہیں ہو۔ بلکہ پہلے سے میں اس نتیجہ کو جان چکا ہوں۔ بادشاہ نے کہا جب تو اپنے اعتقاد سے باز نہیں آتا ہے اور اپنا قتل کیا جانا ہی پسند کرتا ہو تو میں تجھکو ستھر رعایت کا مستحق قرار دیتا ہوں کہ تجھکو اپنے قتل میں جو طریقہ آسان معلوم ہو اس کو اختیار کر۔ سقراط زہر پیئے پر راضی ہوا۔

جب جیون نے اوسپر اہل اسبیکہ اخلاق بگاڑنے کا الزام لگایا اور عدالت میں اوسکو طلب کر کے اوسکا اظہار لیا تو ستر آٹھ نے نہایت آزادی اور بلا کسی خوشامد کے اوزکو اس طرح جواب دیا۔ کہ تم نے مجھ پر جو الزام لگایا کہ میں لوگوں کے اخلاق بگاڑتا ہوں محض غلط ہے۔ تم خوب جانتے ہو کہ میں نے اس علمی کے پیشے کو اپنی خوشی سے اختیار نہیں کیا ہے بلکہ میں نے تمہاری ہی کہنے سے اس کام کو قبول کیا ہے۔ میری مفاسد اس بات کو ہی ثابت کرتی ہے کہ میں کیسے پڑھانے کی اجرت نہیں لیتا ہوں۔ پس میری رائے میں بہت ہی معلوم ہوتی ہے بلا کسی خوف کے ہر شخص سے کہتا ہوں۔ آج کل کیسے میرے سوالات کا جواب نہیں دیا۔ اگر کسی کو ناظرہ کا زعم ہو تو میرے سوالات کا جواب دے۔ میری رائے کو غلط ثابت کرے۔ اگر تم بلا کسی دلیل و حجت کے تھکوا اس رائے سے پیہرنا چاہو تو میں ہرگز اپنی رائے کو نہ بدلوں گا۔ خداوند عالم نے مجھ کو جو عقل سلیم اور عقیدہ نیک عطا کیا ہے برابر میں اوسکی تعلیم کروں گا۔ تمہارے موقف تمہاری ایذا رسانی سے کبھی اس ہدایت سے جو راہ حق بتاتی ہے باز نہ آؤں گا۔ بہ نسبت تمہاری اطاعت کے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کو پسند کرتا ہوں۔ گو اسی ہدایت کی بدولت مجھ کو اب تک سخت تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں ہیں اپنی اس پسپی کی حالت میں ہی تمہاری خوشامد نہیں کروں گا۔ اگر

حقیقت میں مجھ سے کوئی جرم سرزد ہوا ہے تو میں تم سے اسکی معافی کا طلبگار نہیں ہوتا ہوں۔ کیونکہ ایسا کرنے میں میری بے استغالی ثابت ہوگی۔ علاوہ اسکے اگر واقعی مجھ سے کسیکو ضرر پہنچا ہے تو ضرور مجھ کو اس دنیا میں اسکی سزا بگتنی چاہئے ورنہ آخرت میں اس سے زیادہ تکلیفیں سہاڑیگی۔ اور منصف جو عدالت کی کرسی پر اہلاس کرتا ہے اسکا فرض ہے کہ انصاف کرے مجرم کو سزا دے۔ کسیکی سفارش یا اپنی ذاتی غرض سے درگزر نہ کرے اور بے جرم کو ہار کرے۔ اب چونکہ تم نے مجھکو مجرم قرار دیا ہے تمہارا فرض ہے کہ مجھکو ضرور سزا دو۔ مجھکو بد مصف حقیقی کی ذات پر کامل بہرہ ہے کہ وہ مجھکو میرے نیک افعال کی جزائے تیر دے گا اور ظالموں کو سخت سزا دیگا۔ سقراط کے اظہار کے وقت عدالت میں پانچ سو حکام اجلاس کر رہے تھے بعض ان میں سے وہ حکام جو خوشامد پسند تھے سقراط کی آواز انہیں تقریر سے ناراض ہو گئے لیکن بہتوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اسکو قید کریں۔ لیکن سقراط اس پر راضی نہ ہوا تب انہوں نے بذریعہ ڈھیر اسکا قتل کیا جانا قرار دیا۔ اے اے شاہ اور حکام عدالت نے نیچاں اٹکے کہ شاید وہ ٹھیک

یا فلاں نے سقراط کے اظہار کو جو اس نے حکام عدالت کے رویہ پر دیا تھا انہیں کتاب میں جمع کر کے اسکا نام ”عذرات سقراط“ رکھا ہے۔

کی سخت اندامین دیکھ کر اپنے اعتقاد کو بدل دیا۔ اس کو قید کر دیا۔
 لیکن کیا ممکن تھا کہ یہ مخالفین اس کو ہدایت حق سے باز رکھتین۔ وہ مجلس
 میں ہی برابر اپنے عزیز و اقارب اور شاگردوں کو ہدایت کرتا رہا۔ جب
 سقراط کے مخالفین نے جان لیا کہ وہ ہرگز اپنے اعتقاد کو نہیں بدلتے گا
 اس کو زندہ ہر دیکر قتل کرنا چاہا آخر کار وہ دن ہی نہر آیا گیا۔

یہ حال دیکھ کر سقراط کے ایک شاگرد **نسیف** جب کا نام **افریطون**
 تمار دئے گا اور یہ کہا کہ میں نے مجلس کے مہتمم کو بہت کچھ مال دیکر اس بات پر راضی
 کیا ہے کہ وہ آپ کے فرار میں چشم پوشی کریں میں مناسب جاں نثا ہوں کہ
 آپ یہاں سے ہلک کر رومیہ لگوی کو چلے جائیں۔ سقراط نے
 کہا اے عزیز تو جانتا ہے کہ میرے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے کہ جس کے
 دینے کا تو نے وعدہ کیا ہے میرا کل مال درباب چار سو درم سے زیادہ
 نہیں ہے۔ افریطون نے کہا کہ ہمارا مال آپ کے کام نہ آئے تو پھر وہ
 کس مصرف کا ہے بلکہ آپ کی مقدس ذات کی خلاصی اور نجات کے لئے
 ہماری جان ہی کام آئے تو ہماری زہے قسمت۔ افریطون کے اس
 کلام سے سقراط بہت خوش ہوا اور یہ کہا کہ مجھ کو تم سے ایسی ہی امید
 تھیں پیارے افریطون یہ سمجھنے کی بات ہے کہ یہ شہر میرا مولد ہے

ہو اور جو لوگ میری تکلیف اور قتل کے درپے ہیں وہ سب میرے دوست اور عزیز ہیں جب
میرے ہی وطن میں یہ ہے۔ لوگ میرے ساتھ اس قسم کے سلوک کرنے پر آمادہ ہیں
نوعیر ملک میں میرے اس زیادہ بدتر حالت ہوگی۔ خصوصاً جس شہر کا تھے وہ کر گیا وہاں
لوگ سخت جاہل اور درجہ فضیلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ آخر کار ان لوگوں نے
لما بعد آپا نیو ہاٹل دعیال کی پریشانی کا حال جو آپ کے بعد اور نیکر گزرتے آئے اسکا حال
کیجئے۔ ستر آٹھ لے گامین جانتا ہوں کہ تمہارے بچے ہوئے اور پھر کوئی آفت نہ آئے گی۔
ستر آٹھ کے زہر دینے کا جو دن مقرر تھا اس روز اس کے تمام عزیز و اقارب اور
ساگر قبضہ ملاطون کے جہادون دنوں سخت بیمار تھا اور اسکے پاس گئے اور اسکی مہارت پر رنجو گئے
بب ستر آٹھ کما اے عزیز و تم کیون روتے ہو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ستر آٹھ مجھ و تراجم ہیں
بالکل بگیاہ مرنے والے ہیں اور مجھ کو یقین ہے کہ نصف حقیقی میرے غلاموں کو نروا دیگا اور میرے بیکر
مرض مجھ کو خست عطا کرے گا۔ تم میری جدائی پر کیون روتے ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ روح انسانی قابل
نمائین گونطا ہر بین تمہاری نظردن سے فائدہ ہو جاوے گا لیکن میں ایک ایسے عالم میں
رام سے رہو گھا جیسے زمانہ کی کوئی انتہا نہیں۔ یہ سنکر کہ ریلوں (جسکا لفظ اگر زمین
کرا ملو) (پوچھا کہ ہم لوگ اچھو کیوں کر دفن کریں۔ ستر آٹھ نے جواب دیا کہ ریلو تو بہت
یہ خوف ہے میں ابی بیان کر چکا ہوں کہ انسان کی روح فنا نہیں ہوتی۔ یہ وہاں اپنے تمام
دشمن اور شاگرد کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں کراؤ کو یہ بات تمہیں سمجھا سکتا کیا ستر
مخلص ہو جاوے اب تمہارے ساتھ بائین کر رہا ہوں۔ تم جانے ہو کہ یہ نکلی جسم جان کی موتی ہے
انجورہ پر اور وہ غیر فانی ہے جب یہ چڑیا اوڑھا لگی تو یہ بچہ (جسم) بیکار مرض ہو کر دفن

بی صلاح قصہ اول ہو۔ اس کے برخلاف کراٹھو اس جسم کو جکائے گا تا کہ نہین سقلا خیال کرتا ہو
 لنگہ میں جسم نہیں ہون۔ یہ جسم صرف عناصر اربعہ کی ترکیب بنا ہو جو ایک خاص صورت
 نہ دکھائی دیتا ہو۔ جو موت جسم کے پھو سے روح کی پڑیا اور جائے تب عناصر اربعہ
 (اگ۔ پانی۔ ہوا۔ مٹی) اپنے اپنے محل (عنصر) میں مجاہد گئے۔ اگ کا جزو اگ میں
 پانی پانی ہو گا ہوا میں مٹی کا مٹی میں۔ تم اس جسم کو خواہ بڑی دھوم دھام سے دفن
 کر دو۔ پھر نئی پڑا رہے دو درون صورتوں ایک ہی نتیجہ حاصل ہوگا۔ یہ سر کراٹھو نے چاہا
 اپنے اہل دیوال کی نسبت کیا داتے ہیں۔ سقراط نے کہا میں ابی بیان کر چکا ہوں کہ تم
 یہ ہوتیار ہو۔ چاہے کراٹھو کیا تم اس دنیا کو بے مالک خیال کرتے ہو۔ اگر حقیقت میں
 اس کوئی مالک ہو تو وہ اپنی بنائی ہوئی چیز دیکھی ہو چکی حفاظت کر لے گا۔ لہذا کیا میں اور تم
 جس اچھی حفاظت کر سکتے ہو۔ پھر شاگردوں نے نفس انسانی کے تعلق سوال کیا
 جسے نہایت خوش بانی سے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔ اسی ضمن میں انہوں نے
 بت عالم۔ حرکات افلاک اور ترکیب اسطقات سے سوال کیا۔ ان مسائل کو بھی
 سقراط نے لوجہ احسن حل کیا۔ اور پھر سقراط نے خود ہی علم الہی کے اصول کو سمجھایا۔
 پھر غفل اور فحور کے عبادت الہی میں مصروف ہوا۔ اور موت ایک شخص نے اگر
 با آج غروب آفتاب کی موت پگڑا ہوا یا بیگا۔ پھر سقراط نے اپنے قیون بیٹوں اور
 ویرت کو نصیحت کر دیا۔ شام کی موت مجھے بیٹوں کا خادم زہر کا پیالہ نیکر آیا اور سقراط کے
 سامنے رکھ دینے لگا۔ اور یہ کہا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ محض بگناہ ہیں اور خود
 اللہ امیر معدن دوسرے کے خد سے بری ہو گیا۔ سقراط نے کہا یہ کیا بھلائی کہ لہی تو

جس دوسے میں مجس میں داخل ہوا ہوں یہ میری حالت پر رویا کرتا ہے۔
 پہر سقراط نے نہایت اطمینان سے اپنے ہاتھ سے زہر کا پیالہ نوش کیا۔ خیال
 ادا کیا کہ کس اپنا لوڈ ورس اور کس انٹو۔ جو اس کے شاگرد رشید اور جو دیر سے صبا
 کھڑے تھے چلا جا کر دینیکے۔ سقراط نے اسے کہا تم یہ کیا غضب کرتے ہو اس لیے تو میں
 عورتوں کو بیانے رخصت کیا کہ وہ نرم دل ہوتی ہیں اور روئے چہنے سے باز نہ آئیں گی
 تم کہے دوست ہو کہ میرے اخیر اوقات کی دعا اور عبادت میں خلل ڈالتے ہو۔ توڑی دیر
 کے بعد اس کے جسم پر زہر کے آثار نمودار ہو نیلے اور وہ بتوار ہو کر ٹپنے لگا آخر کار اس کے
 پاؤں میں کیلی گئی اور وہ چنے پر نے سے عاجز ہو کر بٹھکیا اور توڑی دیر میں وہ
 تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

سقراط کے مرنے کے بعد اس کے عزیز داتا رب اور شاگرد صمدین فلاطون تھا
 دشمنوں کے خوف سے بھاگ کر حکیم اقلیدس کے گھر چلے گئے۔ جب رفتہ رفتہ اہل
 اسینہ کے یہودہ توہمات کم ہونے لگے تو ان کو اپنی اقلی کا حال معلوم ہوا اور
 سقراط کے بگناہ قتل ہونے سے افسوس کیا۔ اور یوڈیمیدس نے اہل اسپینہ
 کو بہت سخت ملامت کی۔ شہر کے تمام شاہراہوں گلیوں اور مدرسوں اور بڑے
 جلوس میں سقراط کی منظومیت اور اس کے نیک اخلاق کا ذکر ہونے لگا۔ کوئی
 کہتا تھا کہ ہماری اولاد کو اچھی تربیت کرنا تھا۔ ہمارے اخلاق اور عقیدہ کو درست
 کرتا تھا۔ آخر کار انہوں نے سقراط پر الزام لگا دیا تو ان کو بدلہ لینے کی غرض سے طلب کیا
 اور سلیس کو جوابی فساد تھا قتل کیا۔ اور باقی اور ضد و نکو ملک بھنگال دیا۔

چلو تاسرے بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ جو سقراط کے قتل کی صلاح میں
شریک تھے ان کو تمام شہر و اسے حقیقت اور ذلیل سمجھنے لگے۔ کوئی شخص ان کو پاس
نہیں جھٹاتا تھا۔ اور نہ اس نے بات کرتا تھا اور نہ کوئی سام میں اس کے ساتھ نہاتا
بلکہ جس سام میں وہ لوگ نہاتے تھے وہ جگہ ناپاک بھی جاتی تھی اور تا وقتیکہ اس کو
دھونڈ ڈالتے تھے وہاں کوئی نہیں نہاتا تھا۔

اہل اسینہ نے سقراط کی یادگار قائم کرنیکی غرض سے ایک کاریگر سے
اوسکی برنجی سردت بنوا کر شہر کے اندر چوراہے پر رکھوا دی۔ اور اوسکی تعظیم
و ادب کو نہ ہی قاعدوں میں شامل کر دیا۔ اور ایک شوالہ (عبادت خانہ) بنوا کر
اوسے کا نام ”عبادت خانہ سقراط“ رکھا تاکہ اوسکی یادگار قائم رہے۔

راقم
سید جمال

خدمت عالیجناب ذاب حامد نواز جنگ بہادر کشتر بکاری
(وائس کیمٹر جنرل حبشری و اسٹامپ جیدر آبٹہ)

میرے پیارے دوست اور بہائی

مجھے آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۲۵ دسمبر ملا۔ جو کہ میں آپ نے ارسال فرمائی
نہیں وہ بھی پہنچا۔ جو کپڑے کی ہمد میں کتب خانے کے واسطے بند ہوا
جاری ہیں۔ آجکی ٹوک میں مبلغ پچاس روپے جسکے پونڈ ۵ اسٹاک ہوتے
ہیں وصول ہوئے جسکی باضابطہ رسید بتخط خراجی انجن ارسال خدمت ہر
اب آپ کی اور باتوں کا جسکا ذکر خط میں تھا جواب دیا جاتا ہے۔

میری پختہ رائے ہے کہ مشنریوں کے بیان آنے کے پہلے ہی قرآن شریف
کا انگریزی ترجمہ مکمل ہو کر شائع ہو جانا اور انگلستان میں عام طور سے
فروخت ہونا چاہئے۔ جو طریقہ ترجمہ کے لیے اختیار کیا جائے وہ میری دانست
میں یہ ہے۔ میری رائے میں آپ کے مترجم قرآن شریف کو ترجمہ کے واسطے
کئی حصوں میں پہلے تقسیم کر لیں۔ ہر حصہ کو دو دو مترجم ترجمہ کریں اور
پھر ان ہی وہ ترجمے تیار ہو جائیں میرے اور رفیع الدین صاحب کے مطالعہ
کے لیے یہاں پہنچانے جائیں تاکہ قبل اشاعت وہ اچھی طرح دیکھ لیے جائیں

بہت سچ چھوٹے الفاظ ایسے ہوتے ہیں جکے درخلف معنی ہوتے ہیں اور وہ دونوں معانی اصل مطلب سے دور ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس معانی میں بہت احتیاط کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ترجمہ ایسا ہوگا کہ ہم اوسکو اپنے مخالفوں کے مقابلوں میں اور سابقوں میں استعمال اور پیش کر سکیں گے اور ایسے ہم لوگوں کو دوسری فکر اور احتیاط سے نہایت اعلیٰ درجے کا ترجمہ کرنا چاہئے۔ جب کل کتاب کا ترجمہ ہو جائے میری رائے میں اوسکی اشاعت بیان (رولائیٹ) ہونا بہتر ہے۔ میں کسی ٹیپے کا رخانہ مطبوعات سے اسکی طبع و اشاعت کا بندوبست کر سکتا ہوں۔ اور بیان یہ کام نہایت اذنی سے ہو جائے گا۔ اسکے علاوہ آپ کو معلوم ہے کہ ہندوستان سے شیا کی آمد و رفت میں کتنے گران محمول ٹرتا ہے۔ اس صورت میں اس گران محمول سے بھی آپ محفوظ رہیں گے

میرے استقدر زور دینے کی وجہ یہ ہے کہ اندون بیان کوئی صحیح ترجمہ انگریزی قرآن شریف کا نہیں ہے۔ جو ترجمہ بیان کثرت سے شائع ہوا وہ سبیل کا ہے۔ جکے پہلے پبل اشاعت کو سو برس سے زائد گزرے اور جکے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب (قرآن شریف) علامہ جیل ہے۔ پس ایسی کتاب خدا ہش مندوں کو کیونکر دیا جاسکتی ہے۔

اگر داعلین اسلام قبل اختتام ترجمہ قرآن شریف بیان تشریف لاکر
و غط فرامین گے تو اہل انگلستان کا شوق قرآن کی نسبت بہت بڑھ جائیگا
اور لوگ سب کا قرآن جو نہایت ارزان فروخت ہوتا ہے شوق سے
خریدیں گے اور اوس کے دیباچے میں مذکورہ بالا بیان پڑھیں گے
بعدہ اوس کے خرافات تمہیدی نوٹ ملاحظہ کریں گے اور بالآخر
اوس کے مضحکہ انگیز حواشی کا مطالعہ کریں گے جو سب کے سب اسی
غرض دعاوت سے اور ایسے الفاظ و ترتیب سے لکھے گئے ہیں کہ
پڑھنے والے کا دل قرآن سے پھریائے۔ معذامیر ان خیال بلکہ یقین واثق
ہے کہ تا وقتیکہ انگریزی ترجمہ قرآن ختم ہو کر شایع نہ ہو جائے۔ داعلین
کا آنا بیکار ہوگا بلکہ بجائے فائدے کے نقصان تصور ہے۔

جب ہمارا تیار کردہ ترجمہ ہمارے پاس موجود ہوگا تو اس وقت
اور کیفیت ہوگی۔

مجھے خوف ہے کہ آپ خیال کریں گے کہ حیدرآباد سے
بیان داعلین کا آمین نہیں چاہتا لیکن نہیں برخلاف اسکے ارادہ کی
شرکت اور دعاوت سے نہایت خوشی ہوگی۔ مگر میں جانتا ہوں کہ جو کام ہو

وہ غم و اذیت سے ہو۔

میں یقین کرنا ہوں کہ ایک بہت بڑی تحریک اسلامی اس ملک
میں بہت جلد ہونے والی ہے۔ اور ہر شے کا انحصار اس کے طریق آغاز
پر ہوتا ہے۔ اس وقت اسلام کی حالت یہاں شل ایک ایسے پانی کے ہی
جس کی چوٹے شے سے پھونک رہا ہو۔ اگر اس کی راہ میں کوئی پتھر رکھ دیا جائے
تو اس کا رخ ادھر یا اُدھر پھیر دے گا۔ لیکن اگر اپنی اصلی حالت پر چلے
جوڑ دیا جائے تو رفتہ رفتہ ایک ندی کے برابر بڑھ جائے گا بعد
ایک ایسے قوی موجدار دریا کے مثل ہوگا۔ اور ہر شے کو جو اس کے
رو برو آئے گی بہا لی جائے گا۔ اس لئے ضرور ہے کہ اس معاملے میں جو
کارروائی کی جائے اس پر خوب غور ہو لیا کرے۔ آئینے مسجد کے
بارے میں جو گناہ ہے اس کی ضرورت ہے۔ میں نے ایک نہایت
باسموج جگہ تلاش کی ہے۔ یہ مقام لود پول کے نہایت سمور اور کشمیر
مقاموں میں ہے۔ اور قریب قریب مرکز شہر میں واقع ہے۔
اور واضح ہو کہ لود پول دریا کے کنارے کنارے چھ میل تک طول
زائد از دو میل عرض ہے۔ اس میں قریب دھوار کے دیہات اور لود
کی آبادی جو کثرت سے روزانہ قرون قریبی سے ہو رہی ہے شامل ہے
ان سب کی آبادی چھپن برکن ہے۔ اور لود پول شامل ہیں۔ اور جو دریا

لوہ پلوں کے چٹھے ہیں 4 ۱۰ لاکھ ہیں۔ لیکن مجھ کو دقت یہ ہے کہ جب مجھے تھیک معلوم نہ ہو جائے کہ اغلب درجہ کس قدر قسم وصول ہو جائیگا اوس وقت تک خریداری اراضی مذکور کا کوئی معاملہ نہیں کر سکتا۔ یہاں زمین نہایت گران ہے۔ اور میری دانست میں جب تک پتھر لپٹ (مٹی) کا چندہ نہ ہو جائے یا اوس کا وعدہ نہ ہو جائے اور نہ تک تعمیر آغاز کرنا خلاف عقلمندی ہوگا۔ یقیناً قیمت اراضی مذکور خراج تعمیر مسجد (ایک چوٹی مسجد) محلہ مکان موذن کا مجموعہ مذکورہ بالا رقم سے کم نہ ہوگا۔ اس کے بعد مقبرے کا مسئلہ پتیس نظری لیکن اس کی ضرورت مسجد کی برابر نہیں ہے۔ گرایا ہی نہیں ہے کہ اس کی ضرورت فراموش کر دی جائے کیونکہ قضاء و قدر سے کسیکو چارہ نہیں ہے۔

ایک میگزین جاری کرنے کی جو رائے اپنے دی ہے وہ نہایت عمدہ ہے۔ کچھ عرصے سے خود میرا خیال اسی جانب ہے اور اس بارے میں میرے بہت سے احباب ہندوستان اور غلام سے لکھ چکے ہیں لہذا میں ایک ماہوار رسالے کے اجراء کا پراسپیکٹس (انتہار) تیار کر رہا ہوں۔ بعد اشاعت کے ایک کاپی پراسپیکٹس کی آپ کے پاس بھیج دوں گا۔

آخر قسطنطنیہ کی نسبت جو کچھ آپ نے لکھا اوس سے مجھ کو

تعجب ہوا کیونکہ برخلاف ار سکے کہ ترکی میں اس تحریک تک کی کچھ اطلاع
 نہیں ہے۔ خود اعظم حضرت سلطان روم نے ہماری انجمن کو اوسکی ترقی پر مبارکباد
 دی ہے۔ اور بس کتاب کی ضرورت ہوا دیکر طلب کرنے کی اجازت فرمائی
 ہے۔ یہ ایسی بیش قیمت امداد ہے جسکو ہم لوگوں نے مخفیہ قبول کیا
 اسکے علاوہ ترکی اخبار برطانوی حقیقت میں ہماری انجمن کی تشریف دہ کیفیت
 چھپ چکی ہے۔ آپ کی غایت و کوشش کا جو ہماری انجمن کے لئے
 فرما رہے ہیں دوبارہ شکریہ ادا کیا جاتا ہے اور خدا سے دعا ہے کہ آپ کی
 صحت و کامیابی قائم و برقرار رہے۔

حیدر وزیرین ایک نقل حضرت سلطان کے نامہ مبارک کی
 آپ کے پاس ارسال ہوگی جو اعظم حضرت مدوح انسان کے ایک ایڈیٹنگ
 وڈنہا پاشا کا لکھا ہوا ہے۔ درحقیقت اس خط سے آپ کو دلچسپی ہوگی۔

راقم

آپ کا دوست و یلم نہری کو یلم

از لور لول

حسن۔ اس خط میں داغظین حیدر آباد کی اس وقت روانگی کی نسبت جو قدر سے وہ غالباً
 صحیح اور قابل قبول ہے۔ اس کے سوا داغظین کے اشخاب اور ترجمہ قرآن میں انجمن چاہیہ
 حیدر آباد کو بہت احتیاط لازم ہے۔

ہم ذہابین اجرتی اشتہار بحسنہ و بچ کرتے ہیں۔ محمد یوسف بھٹو

تیسری جوانی پھر کو کتاب ہے یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہر کے لئے حکم اکسیر کا رکھتا ہے جس سے پیران ہفتادہ سالہ لنگ کو یکساں نفع ہو ا ہے اور اسکے استعمال میں نہ کسی قسم کی پریشانی ضرورت ہے نہ لنگہ وغیرہ کا کچھ خطرہ نہ لگے نہ کبھی بھٹکنا ہوگا۔ اور ہر قسم کے امراض نامہ و کو خواہ وہ کسی سبب سے ہوں بخلاف اور مادہ زاد ہو نیکے اپنی معجزانہ تاثیر سے دفع کرنا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے ترکیب کا لکھنا ہر تہل کے ملتا ہے قیمت فی شیشی صمدہ معمول ۴ رو اور ایک شیشی میں ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

دوائی عجیب یعنی کشتہ زمرہ

زمرہ کا کشتہ جو باجوائی مناسب یا کیا گیا ہے چار حصہ چال کے برابر خوراک ہونی چاہیے قیمت
خوراک سے رہا پھر ذرا کیا بارہ روز کی خوراک میں نصفہ فائدہ ملی ہوتا ہے خواص ان
برائے قوت باہر اور تمام امراض تعلقہ اور کے خواہ وہ کسی قسم کے ہوں اور سوزاک کہنے ہو
یا جدید واقع ہر بیان۔ معوی و دماغ و اعصاب و ریشہ و ارواح و ضیق نفس و سرفہ کھنکھال
خشک سہ یا تر اور لاغری بدن و دق بانی سبب سے میں تو حکم اکسیر کا رکھتا ہے یعنی کسی ہی مرض میں
روی ہو کر خراب ہوئی ہو نصفہ صحت ہوگی۔ اکسیر حیات یعنی عرفی نچا۔ امراض بصر
دماغ و صفائی خون و انواع درد و انتہا میں بڑا پوہتیا۔ تب دق۔ استسقاء۔ طحال
آتشک سوزاک جربان سفیدہ دماغ۔ ناس۔ بواسیر خونی و باد۔ زخم کاری اور چاندنی
سے جو خشکی لاغری اور ضعف بزرگ وغیرہ لاحق ہونے میں سیکو غیر پریشانی دہا۔ ایک ہفتہ
ایک لکھ کو کافی ہے قیمت فی بوتل صمدہ معمول ۴ رو چھپڑہ ٹھیلہ ۱۰ رو

و تبدیل در دمس کے لئے عجیب چرنے۔ پہلے ہی روز میں ایک دو بار کے استعمال سے درد
و جرابین خون دفع ہوتا ہے اور تین مہینہ میں لقصہ درد مسہ بالکل دفع ہو جاتے ہیں اور پہر
ہو نہیں کرتے وزن دو ایک نولہ قیمت حصہ محصول ۴۴/- جہان نما۔ اس عرق
کے لگانے انکو کئی روشنی تیز ہوتی ہے پولی درد و ہند سرخی چشم جلابار کو دفع کرتا ہے قیمت
حصہ محصول ۴۴/ وزن عرق ۲ ماشہ۔ **خضاب نایاب**۔ بے مثل رنگ و شک ہے
نا در خضاب ہے۔ گویا کہ آمد افضل شباب ہے جیسے کہ عوام میں خضاب سے وقتیں واقع
ہوتی ہیں ہر شخص پر ظاہر ہیں یعنی چوتھے آٹھویں روز ہندی لگا کر باندھتے اور بعد تین گھنٹہ
کے پھر دسمہ لگا کر باندھنا اس میں قریب چھ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے
سوالہ کوئی فائدہ نہیں اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ ہندی اور دسمہ کا پانی جب دماغ میں
جذب ہو گا تو اس سے سوای نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ ایام سر میں مثل سردی
و غیرہ کے جبکہ کچے بجائے ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بہت کم کر طلب کریں۔ اس میں کوئی مبالغہ
نہیں۔ تھوڑی تر تعجب اس کے اجرا کی ظاہر کرنا سون۔ واقع بالوزہ۔ خارش سر۔ ضعف
علاوہ برین خوشبود میں بیضیر مثل کپڑہ۔ باعث درازی مو۔ مفرج دماغ۔ بالوں میں بخمی نہیں
بلکہ ملا کر رہتا ہے۔ سیاسی میں بالوں کو مثل اصل بالوں کے کرتا ہے دوسرے روز بطور روز
چینی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہیں دوسرے تیسرے روز لگانے تو بال
مثل اصل بالوں کے سیاہ ہو چکے کوئی تمیز نہ کر سکے گا کہ یہ خضاب ہے ایک بوتل میں تین
بر یعنی ڈیڑہ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل عطا دہ محصول نصف شیشی عطا دہ ہارم شیشی عطا
اس سے کم غیر ممکن ہے میرے شفا خانہ میں ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔ **اطلاعات ضروری**
واضح ہو کہ بہت سے ہندی خطوط یعنی سرٹیکٹ جو صاحبان پور میں بدو ران لے کر
سمہ علاج کے ثبوت میں عطا فرمائی ہیں اور نیز سندوستانی خطوط محبت۔ قریب ہزار بار
سو کے موجود ہیں جو شاید اور کارخانوں میں نہ ہو چکے چاہے طلب فرما کر ملاحظہ ہوں

میرے ادویہ سے ہزاروں نے صحت پائی ہے اور غیر سفارش بہت ملکوں کے ساریٹ
 ملی ہیں آدہ انکٹ بھیج کر طلب کریں کیونکہ بعض حکیموں نے اپنی شہر کے رئیسوں کی خوشامد
 کر کے ساریٹکٹ بنایا ہیں۔ بس میرے ساریٹکٹ ملگا کہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ دیکھ سکا نہ ہو۔
 ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار میں طبع کی گنجائش نہیں رکھتی اور جس سے زندگی نامہ
 مرگ انسان قائم رہتا قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب کریں کیفیت ادویہ
 کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔ **المشتر حکیم ابو الحسن نمبر ۲ شفا خانہ شہر بنارس محلہ دالمنڈی**
تصلی جوی۔ محرب و آزمودہ شرطیہ دوائیں

امراض ذیل کی ادویہ شفا خانہ زبدۃ الحکماء واکثر عظام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور
 جو ششہ سے جاری ہے ملتی ہیں۔ مفصل فہرست ساریٹکٹ نکٹ ایکہ آنہ سے مل سکتی
 ہے **طلوع** جو استعمال بچہ پن کے نقص رگوں کی رطوبت و بگاڑ کو دور کرتا ہے فی تولد للدر
 ضعف اعصاب ریٹہ و معدہ۔ تاریکی چشم۔ درد سر و غیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام فوج
 کی اشتہا و ضعف جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل للدر **رسوزا**ک
 بنیاد یا براناع
 العموم ۲ گھنٹہ میں اپنا اثر مٹرن ریم و غیرہ کو دور کرتا ہے فی بوتل صمہ **بربر ایل**
خوشبو وار۔ بالونکو سیاہ رکھتا ہے۔ تزلہ۔ زکام۔ ریش۔ درد سر۔ ضعف
 و بصیر کو مٹاتا ہے فی شیشی لے روپہ۔ **حب التلیک**۔ بلا منہ آنہ
 و دیکھ کر تا ہے پر ہوتا نہیں دو ہفتہ ندر **کحل الجواہر**۔ سرہ متوی
 حافظ بنائی دافع نزول و دہند و جالہ غارش پانی جانا ۳ ہفتہ سے **حب**
الاشرسون۔ دانت کا پہلنا کیرے کا لگنا بد بو میل خون جانا مسور و نکی خرابیاں
 ہم تزلہ۔ **حب بو اسیر**۔ بادی خونی مسونکی ٹیسین قبض کو مفید
حب ویا طین۔ بار بار آنا پیشاب کا بیاس و کم زوری و لاغری کو دفع

۱۔ رعبہ حب قیام مقام۔ افیون وچاند و بلا ضرور سرج نشہ چوٹ
 ۲۔ فی ذلہ صمہ۔ خضاب زینت شباب چند نشمین تیار رنگ
 ۳۔ دنگ نہ باندہنے کی ضرورت۔ تیسٹ تین روپے

و غنای عجائز - ناسور بنگندہ - تالو کا سوراخ خنازیر - بد کبرئے زخمی نکلے - کالی
 نی - مئے ایام حمل - خسرو - چھپک کو دفع کرتا ہے آتولہ - عطا - رسالہ واقعہ شک
 زاک - رسالہ بیغیہ - رسالہ بواسیر - مصرات - مسکرات - رسالہ حافظ صحت عطا
 عجز - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷ - ۳۸ - ۳۹ - ۴۰ - ۴۱ - ۴۲ - ۴۳ - ۴۴ - ۴۵ - ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰ - ۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰ - ۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰ - ۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰ - ۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰ - ۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰ - ۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰ - ۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰ - ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰ - ۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰ - ۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰ - ۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰ - ۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰ - ۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰ - ۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰ - ۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰ - ۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰ - ۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰ - ۲۹۱ - ۲۹۲ - ۲۹۳ - ۲۹۴ - ۲۹۵ - ۲۹۶ - ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۲۹۹ - ۳۰۰ - ۳۰۱ - ۳۰۲ - ۳۰۳ - ۳۰۴ - ۳۰۵ - ۳۰۶ - ۳۰۷ - ۳۰۸ - ۳۰۹ - ۳۱۰ - ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۱۳ - ۳۱۴ - ۳۱۵ - ۳۱۶ - ۳۱۷ - ۳۱۸ - ۳۱۹ - ۳۲۰ - ۳۲۱ - ۳۲۲ - ۳۲۳ - ۳۲۴ - ۳۲۵ - ۳۲۶ - ۳۲۷ - ۳۲۸ - ۳۲۹ - ۳۳۰ - ۳۳۱ - ۳۳۲ - ۳۳۳ - ۳۳۴ - ۳۳۵ - ۳۳۶ - ۳۳۷ - ۳۳۸ - ۳۳۹ - ۳۴۰ - ۳۴۱ - ۳۴۲ - ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۳۴۵ - ۳۴۶ - ۳۴۷ - ۳۴۸ - ۳۴۹ - ۳۵۰ - ۳۵۱ - ۳۵۲ - ۳۵۳ - ۳۵۴ - ۳۵۵ - ۳۵۶ - ۳۵۷ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۰ - ۳۶۱ - ۳۶۲ - ۳۶۳ - ۳۶۴ - ۳۶۵ - ۳۶۶ - ۳۶۷ - ۳۶۸ - ۳۶۹ - ۳۷۰ - ۳۷۱ - ۳۷۲ - ۳۷۳ - ۳۷۴ - ۳۷۵ - ۳۷۶ - ۳۷۷ - ۳۷۸ - ۳۷۹ - ۳۸۰ - ۳۸۱ - ۳۸۲ - ۳۸۳ - ۳۸۴ - ۳۸۵ - ۳۸۶ - ۳۸۷ - ۳۸۸ - ۳۸۹ - ۳۹۰ - ۳۹۱ - ۳۹۲ - ۳۹۳ - ۳۹۴ - ۳۹۵ - ۳۹۶ - ۳۹۷ - ۳۹۸ - ۳۹۹ - ۴۰۰ - ۴۰۱ - ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ۴۰۵ - ۴۰۶ - ۴۰۷ - ۴۰۸ - ۴۰۹ - ۴۱۰ - ۴۱۱ - ۴۱۲ - ۴۱۳ - ۴۱۴ - ۴۱۵ - ۴۱۶ - ۴۱۷ - ۴۱۸ - ۴۱۹ - ۴۲۰ - ۴۲۱ - ۴۲۲ - ۴۲۳ - ۴۲۴ - ۴۲۵ - ۴۲۶ - ۴۲۷ - ۴۲۸ - ۴۲۹ - ۴۳۰ - ۴۳۱ - ۴۳۲ - ۴۳۳ - ۴۳۴ - ۴۳۵ - ۴۳۶ - ۴۳۷ - ۴۳۸ - ۴۳۹ - ۴۴۰ - ۴۴۱ - ۴۴۲ - ۴۴۳ - ۴۴۴ - ۴۴۵ - ۴۴۶ - ۴۴۷ - ۴۴۸ - ۴۴۹ - ۴۵۰ - ۴۵۱ - ۴۵۲ - ۴۵۳ - ۴۵۴ - ۴۵۵ - ۴۵۶ - ۴۵۷ - ۴۵۸ - ۴۵۹ - ۴۶۰ - ۴۶۱ - ۴۶۲ - ۴۶۳ - ۴۶۴ - ۴۶۵ - ۴۶۶ - ۴۶۷ - ۴۶۸ - ۴۶۹ - ۴۷۰ - ۴۷۱ - ۴۷۲ - ۴۷۳ - ۴۷۴ - ۴۷۵ - ۴۷۶ - ۴۷۷ - ۴۷۸ - ۴۷۹ - ۴۸۰ - ۴۸۱ - ۴۸۲ - ۴۸۳ - ۴۸۴ - ۴۸۵ - ۴۸۶ - ۴۸۷ - ۴۸۸ - ۴۸۹ - ۴۹۰ - ۴۹۱ - ۴۹۲ - ۴۹۳ - ۴۹۴ - ۴۹۵ - ۴۹۶ - ۴۹۷ - ۴۹۸ - ۴۹۹ - ۵۰۰ - ۵۰۱ - ۵۰۲ - ۵۰۳ - ۵۰۴ - ۵۰۵ - ۵۰۶ - ۵۰۷ - ۵۰۸ - ۵۰۹ - ۵۱۰ - ۵۱۱ - ۵۱۲ - ۵۱۳ - ۵۱۴ - ۵۱۵ - ۵۱۶ - ۵۱۷ - ۵۱۸ - ۵۱۹ - ۵۲۰ - ۵۲۱ - ۵۲۲ - ۵۲۳ - ۵۲۴ - ۵۲۵ - ۵۲۶ - ۵۲۷ - ۵۲۸ -

۱۔ دوازہ سے بیسہ کارخانہ ساتھ نیک نافی و عمدگی مال و صفائی معاملات کی شہرت بذریعہ وزیر
 نادر و سرسلیٹ و متغہ درجہ اول کی حاصل کی ہوئی ہے اور سکے مال عمدہ ہونے کی دلیل مکی
 ایک مرتبہ لطف فرما کر امتحان کیا جائے تا وہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے بذریعہ و پوچھیں یا نقد قیمت
 میں پوچھتی ہے علاوہ ان عطر و نکہ اور بھی ہیں جن کی فہرست طومر سے طلب فرما کر ملاحظہ کر لیں
 فہرست عطر و درج ذیل ہے

[illegible]

الحی بخش و امام الدین کہنو منصور

